﴿......اِنَّ الفَضلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ☆﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً مَّحْمُوْداً﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۷ جمعۃ المبارک یکم رستمبر ۲۰۰۰ء شمارہ ۳۵
۲رجمادی الثانی ۱۴۲۱ ہجری ☆ یکم رتبوک ۱۳۷۹ ہجری شمسی

تسبیح و تحمید

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
تَسْبِیح نصف میزان ہے اور "اَلْحَمْدُلِلّٰه" اس کو بھر دیتا ہے اور "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" اور خدا تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں اور وہ سیدھا خدا کے حضور پہنچتا ہے۔

(جامع ترمذی کتاب الدعوات)

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ اس وقت تک ۱۷۰ ممالک میں باقاعدہ احمدیت کا پودا لگ چکا ہے

صرف گزشتہ ایک سال میں ۱۲ نئے ممالک احمدیت میں داخل ہوئے ہیں

اس صدی کے اختتام سے قبل براعظم افریقہ ایک ایسا براعظم ہے جس کے تمام ممالک میں احمدیت داخل ہو چکی ہے

دنیا بھر میں مساجد اور تبلیغی مراکز میں اضافہ، قرآن مجید اوردیگر اسلامی کتب کے مختلف زبانوں میں تراجم، احمدیہ چھاپہ خانوں، ایم ٹی اے انٹرنیشنل اور خدمت خلق کے متعلق مختلف امور کا تذکرہ

(جلسہ سالانہ برطانیہ کے دوسرے روز کے دوسرے اجلاس میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایمان افروز اور روح پرور خطاب)

(اسلام آباد۔(ٹلفورڈ) ۲۹رجولائی ۲۰۰۰ء): آج چار بجے شام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دوسرے روز کے دوسرے اجلاس میں خطاب کے لئے تشریف لائے۔ حضور ایدہ اللہ کے کرسی صدارت پر رونق افروز ہونے کے بعد مکرم مولانا فیروز عالم صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت کی اور مکرم مولانا نصیر احمد صاحب قمر نے تلاوت کے اس حصہ کا ترجمہ پڑھا۔ اس کے بعد مکرم مولانا نسیم احمد باجوہ صاحب نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام "نشاں کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائے گا☆ ارے اک اور جھوٹوں پر قیامت آنے والی ہے"، خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ اس نظم کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ "خطاب سے پہلے میرے ایک تازہ کلام میں سے مکرم طارق احمد طاہر صاحب کچھ پیش فرمائیں گے۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ آج یہاں اللہ کے فضل سے پاکستان سے آئے ہوئے پنجابی اور پٹھان اور سندھی اور تھلوں کے غریب رہنے والے، اسی طرح بہت سے لوگ بڑے ذوق اور شوق سے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ میں نے احمد فراز کی نظم کی

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

وہ دعا جو معرفت کے بعد اور فضل کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے وہ اور رنگ اور کیفیت رکھتی ہے۔ ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے

پورے صدق اور وفا سے دعا کرو کہ وہ تم پر رحم فرمائے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مختلف ادعیہ مبارکہ کا تذکرہ

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۸/اگست ۲۰۰۰ء)

لندن (۱۸/ اگست ۲۰۰۰ء): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے آیتِ قرآنی ﴿ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ......الخ ﴾ کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ پیش فرمایا اور پھر فرمایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا سلسلہ جاری ہے اور کچھ عربی منظوم کلام کے ترجمہ کے طور پر آپ کی دعائیں پیش کی جارہی ہیں۔ اور بہت سی ایسی ہیں جو اردو منظوم کلام سے پیش کی جارہی ہیں۔ حضور علیہ السلام کی ان دعاؤں میں بھی اللہ تعالیٰ سے محبت اور اس کے احسانات پر دلی جذبات تشکر اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور غلبہ کے لئے دردمندانہ دعائیں شامل ہیں۔ اسی طرح حضور علیہ السلام کی اپنی جسمانی اور روحانی اولاد کے لئے دعائیں بھی حضور ایدہ اللہ نے پڑھ کر سنائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے اُردو منظوم کلام کا آسان فہم ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ اس لئے کہ بعض والدین کی طرف سے شکایت آئی ہے کہ ان خطبات کو بچے پوری طرح سمجھ نہیں سکتے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میں اپنی طرف سے آسان الفاظ میں سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔ باقی آپ انہیں اپنی طرف سے سمجھادیا کریں۔ حضور علیہ السلام دین اسلام کے غلبہ کے لئے دعا کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے میرے پیارے پھر دین کی بہار دکھلادے۔ اپنے فضل کے ہاتھوں سے اب میری مدد فرما تاکہ اسلام کی کشتی اس طوفان سے پار ہو جائے۔ میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کی کمزوری کو دیکھ ہی نہیں سکتا۔ یاالٰہی اسلام پر فضل فرما اور اس شکستہ کشتی کے سوار لوگوں کی فریاد سن لے۔ تیرے پانی کے بغیر ایک عالم مرگیا ہے۔ اے میرے مولا اب دریا کی دھار اس طرف پھیر دے۔ اپنا ایک نشان دکھلا کیونکہ دین اب بے نشان ہو گیا ہے۔ اے خدا مجھے اپنی رحمت کے ساتھ شیطان پر فتح دے۔

اپنی جسمانی اور روحانی اولاد کے لئے دعاؤں میں حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اے میری پرورش کرنے والے انہیں یعنی میری اولاد کو نیک نصیب بنا، انہیں شیطان سے دور رکھنا اور اپنی پناہ میں رکھنا اور ان کا دل نور اور خوشیوں سے بھردے۔ میں تجھ پر قربان جاؤں ان پر رحمت ضرور رکھنا۔ اے میرے باری تعالیٰ میری سب دعائیں قبول فرما۔

آخر پر حضور ایدہ اللہ نے دعا سے متعلق حضور علیہ السلام کے نثری کلام سے بعض اقتباس پڑھ کر سنائے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وہ دعا جو معرفت کے بعد اور فضل کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے وہ اَور رنگ اور کیفیت رکھتی ہے۔ وہ رحمت کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے۔ ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے۔ اسی طرح آپ نے فرمایا کہ پورے صدق اور وفا سے دعا کرو کہ وہ تم پر رحم فرمائے۔

بقیہ :خطاب حضور انور از صفحہ اول

تضمین لکھی ہے۔ وہ نظم اس قافیہ ردیف کی ہے 'بل کے دیکھتے ہیں، ڈھل کے دیکھتے ہیں'۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور احمد فراز میرے نزدیک ایک بہت عظیم عہد ساز شاعر ہیں۔ وہ جب فصاحت و بلاغت کے آسمان کو چھوتے ہیں تو انسان حیران رہ جاتا ہے کہ کس طرح ان کی فکر میں یہ خیالات آئے۔ پس ان سے معذرت کے ساتھ اس نظم میں اگرچہ ایک ہلکا سا مزاح کا پہلو بھی ہے۔ لیکن در حقیقت مزاح نہیں یہ آپ سب لوگوں کے جذبات کی عکاسی کی گئی ہے۔ تو یہ کلام انشاء اللہ ابھی مکرم طارق احمد طاہر صاحب پیش فرمائیں گے۔ حضور نے مزید فرمایا کہ اس کا ترجمہ بڑا مشکل ہے کیونکہ جو بات اصل کلام میں ہے وہ ترجمہ میں بیان نہیں ہو سکتی اس لئے جو ترجمہ سننے والے ہیں ان سے معذرت کے ساتھ"۔

اس کے بعد عزیزم طارق احمد طاہر نے یہ منظوم کلام پڑھ کے سنایا ۔

وہ روز آتا ہے گھر پر ہمارے ٹی وی پر — تو ہم بھی اب اسے انگلینڈ چل کے دیکھتے ہیں
خدا کے فضلوں پر ہوتا ہے اپنا دل ٹھنڈا — تو مولوی ہمیں کیوں اتنا جل کے دیکھتے ہیں

اس نظم کے بعد حضور انور ایدہ اللہ خطاب کے لئے ڈائس پر تشریف لائے۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ النصر کی تلاوت کی اور پھر فرمایا:

آج اللہ کے فضلوں کے ذکر کے دن ہیں اور آج خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے جو غیر معمولی فضلوں کو ہمارے لئے مقدر کر رکھا ہے، جو آسمان سے بارش کے قطروں کی طرح برستے رہے ہیں، برستے رہتے ہیں اور آئندہ بھی برستے رہیں گے آج ان کے متعلق مختصر رپورٹیں میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

نئے ممالک میں احمدیت کا نفوذ

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ اس وقت تک ۱۷۰ ممالک میں باقاعدہ احمدیت کا پودا لگ چکا ہے۔ ۱۹۸۴ء میں میری عارضی ہجرت کے وقت ان ممالک کی تعداد جن میں جماعت احمدیہ قائم ہو چکی تھی ۹۱ تھی۔

ان سولہ سالوں میں جب کہ مخالف دشمن نے جماعت احمدیہ کو نابود کرنے کے لئے پوری کوشش کی اللہ تعالیٰ نے اُناسی (۷۹) نئے ممالک احمدیت کو عطا فرمائے ہیں۔

امسال جو بارہ نئے ممالک احمدیت میں داخل ہوئے ہیں ان میں ایک سنٹرل افریقن ریپبلک، دوسرے ساؤٹومے اِی پرنسپے، تیسرے سیشلز، چوتھے سوازی لینڈ، پانچویں بوٹسوانا، چھٹے نمیبیا، ساتویں ویسٹرن صحارا، آٹھویں جبوتی، نویں اریٹریا، دسویں کوسوو، گیارھویں موناکو اور بارھویں اندورا۔

ان بارہ ممالک میں سے پہلے نو ممالک کا تعلق براعظم افریقہ سے ہے۔ براعظم افریقہ میں کل ۵۴ ممالک ہیں جن میں سے ۴۵ ممالک میں احمدیت داخل ہو چکی تھی۔ ۹ ممالک میں بھی احمدیت کے نفوذ میں کامیابی حاصل ہو گئی ہے۔ **اس صدی کے اختتام سے قبل براعظم افریقہ دنیا میں ایک ایسا براعظم ہو گا جس کے تمام ممالک میں احمدیت داخل ہو چکی ہے۔**

اس کی مختصر رپورٹ میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ جن لوگوں نے محنت کی ہے ان کے لئے ہمارے دلوں سے دعائیں نکلیں۔

(۱) سنٹرل افریقن ریپبلک (Central African Republic): اس ملک میں جماعت کے قیام کی ذمہ داری بینن (Benin) جماعت پر ڈالی گئی تھی۔ انہوں نے ایک علاقہ کا انتخاب کر کے کام شروع کیا۔ رابطے کر کے لٹریچر تقسیم کیا اور متعدد تبلیغی مجالس کا انعقاد کیا۔ اس کے نتیجہ میں ۶۲ بیعتیں عطا ہوئیں۔ جن میں ایک مسجد کے امام بھی شامل ہیں۔ یہاں باقاعدہ صدر جماعت کا تقرر کر کے نظام جماعت قائم کر دیا گیا ہے۔

(۲) ساؤٹومے اور پرنسپے (Sao Tome & Principe): یہ ملک بھی بینن (Benin) کے سپرد تھا۔ نومبر ۱۹۹۹ء میں امیر صاحب بینن نے ایک مقامی معلم کے ساتھ اس ملک کا دورہ کیا۔ وہاں پہنچ کر مختلف لوگوں سے رابطے کئے جن میں مسلمان اور عیسائی شامل تھے۔ باوجود کوشش کے تبلیغی پروگراموں میں اس وقت کامیابی نہ ہو سکی۔ امیر صاحب بتاتے ہیں کہ ایک روز ہم نے بڑے الحاح سے دعا کی اور اس کے بعد ہمیں یقین ہو گیا کہ اب ضرور کامیابی نصیب ہو گی۔

نماز عصر کے بعد ہم بیٹھے تھے کہ ایک مسلمان کو اپنی طرف آتا دیکھا۔ قبل ازیں ہم اسے تبلیغ کر چکے تھے۔ میں نے معلم سے کہا کہ یہ اس ملک کا پہلا احمدی ہے۔ وہ ہمارے قریب آیا اور کہنے لگا کہ میں نے آپ کی تبلیغی مجالس سنی ہیں جو کچھ امام اور اسکے ساتھیوں نے کہا ہے وہ درست نہیں ہے۔ اب آپ اکیلے نہیں میں آپ کے ساتھ ہوں۔ میں احمدیت قبول کرتا ہوں۔ اس کا نام ابراہیم ہے۔ مزید تبلیغی پروگراموں کے نتیجہ میں ابراہیم کے ساتھیوں نے بھی احمدیت قبول کر لی۔ یہاں کل دس بیعتیں ہوئی ہیں اور باقاعدہ صدر کا تقرر کر کے نظام جماعت قائم کر دیا گیا۔

(۳) سیشلز (Seychelles): یہ ملک پہلے کینیا کے سپرد تھا۔ دوران سال ماریشس جماعت کو اس کی ذمہ داری سونپی گئی۔ اکتوبر ۱۹۹۹ء میں سیشلز سے پانچ افراد پر مشتمل ایک فیملی نے ماریشس میں احمدیت قبول کی اور واپس آکر جماعتی وفد بھجوانے کی درخواست کی۔ ماریشس سے منیر عظیم صاحب دورہ پر گئے۔ ان کے وہاں قیام کے دوران ۲۷ بیعتیں ہوئی اور اللہ کے فضل سے جماعت باقاعدہ رجسٹرڈ ہو گئی ہے۔

(۴) بوٹسوانا (Botswana): اس ملک میں جماعت کے قیام کی ذمہ داری ساؤتھ افریقہ پر ڈالی گئی تھی۔ الحمد للہ امسال انہوں نے یہاں بھی کامیابی حاصل کر لی ہے۔ نومبر ۱۹۹۹ء میں انہوں نے پہلا وفد یہاں دورہ پر بھجوایا جس نے مختلف مقامات کا دورہ کیا، سوال و جواب کی مجالس منعقد ہوئیں اور دوسرا وفد پھر تبلیغی دورہ پر گیا اور بارہ مقامات پر وہاں کے چیف اور مقامی باشندوں کو تبلیغ کا موقعہ ملا۔ چار دوست بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہو چکے ہیں۔ تین افراد پر مشتمل ایک احمدی فیملی پہلے سے وہاں مقیم ہے۔ اس طرح سات افراد پر مشتمل وہاں باقاعدہ جماعت قائم ہو چکی ہے۔

(۵) نمیبیا (Namibia): یہ ملک بھی ساؤتھ افریقہ کے سپرد کیا گیا تھا۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے نمایاں کامیابی حاصل ہو چکی ہے اور مختلف لائبریریوں میں قرآن کریم اور احمدیہ لٹریچر رکھا جا چکا ہے۔ پہلے دوست رشید صاحب ہیں جو بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہو چکے ہیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور افراد کو بھی سعادت عطا ہوئی۔ اب باقاعدہ جماعت بن چکی ہے۔

(۶) سوازی لینڈ (Swaziland): سوازی لینڈ بھی وہ ملک ہے جو ساؤتھ افریقہ کے سپرد تھا۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے نمایاں کامیابی حاصل ہوئی اور بعض چیف اور ان کے لڑکے اور تین نوجوان احمدیت میں شامل ہوئے اور بڑے جوش سے اس بات کا اظہار کر رہے ہیں کہ اب انشاء اللہ ہم کثرت سے پھیلیں گے۔

(۷) ویسٹرن صحارا (Western Sahara): اس ملک میں جماعت کے قیام کا منصوبہ سینیگال جماعت کے سپرد کیا گیا تھا۔ الحمد للہ امسال انہوں نے یہاں کامیابی حاصل کر لی ہے اور اس ویسٹرن صحارا کے بارڈر کے علاقہ میں بھی ان لوگوں نے ایک تبلیغی یورش کی ہے۔ وہاں ایک معلم بیمار ہو گئے جن کو واپس آنا پڑا۔ لیکن دوسرے معلم نے اپنا پروگرام جاری رکھا اور تیرہ افراد پر مشتمل تین فیملیز نے احمدیت قبول کر لی ہے۔

(۸) جبوتی (Djibuti): یہ ملک کینیا جماعت کے سپرد کیا گیا تھا۔ کینیا نے یہاں تبلیغی وفود بھجوائے۔ آخری اطلاع کے مطابق جبوتی میں بیعتوں کی تعداد پچاس ہزار سے بڑھ چکی ہے اور ابھی بیعتوں کا یہ سلسلہ جاری ہے۔

(۹) اریٹریا (Eritrea): براعظم افریقہ کا یہ ملک بھی کینیا جماعت کے سپرد کیا گیا تھا۔ الحمد للہ کہ کینیا سے جانے والے وفود کو اس ملک کے پہلے سفر میں ہی عظیم الشان کامیابیاں حاصل ہوئیں ہیں اور اس وقت تک چھتیس ہزار چھ صد (۳۶۶۰۰) بیعتیں ہو چکی ہیں۔

(۱۰) کوسوو (Cosovo): نئے ممالک میں احمدیت کو پھیلانے میں جماعت جرمن نے بھی نمایاں خدمت سرانجام دی ہے۔ قبل ازیں یہ آٹھ ممالک میں جماعت قائم کر چکے ہیں۔ یہ نواں ملک ہے جہاں امسال انہوں نے کامیابی حاصل کی ہے اور اکیس (۲۱) بیعتوں کے ساتھ جماعت کا قیام عمل میں آیا۔

(۱۱) موناکو (Monoco): اس ملک میں نفوذ جماعت احمدیہ فرانس کے سپرد تھا۔ الحمد للہ کہ انہوں نے پہلے تبلیغی سفر میں کامیابی حاصل کی ہے۔ یکم جون ۲۰۰۰ء کو چار افراد پر مشتمل قافلہ اس ملک کے دورہ پر روانہ ہوا تھا۔ وفد کے ممبران دوران سفر مسلسل دعائیں کرتے رہیں اور درود شریف پڑھتے رہے۔ موناکو میں قیام کے دوران مختلف لوگوں سے تبلیغی رابطے کئے اور پیغام حق پہنچایا۔ اپنا لٹریچر اور ہوٹل کا ایڈریس تقسیم کیا۔ صبح نماز فجر تک وہاں پر آنے والے لوگوں سے گفت و شنید جاری رہی۔ ان سے سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ نماز فجر کے بعد ان میں سے دو افراد خدا کے فضل سے اسلام قبول کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ پھر ان سے گھروں میں تبلیغی نشست منعقد کی گئی اور پانچ افراد پر مشتمل ایک فیملی نے بیعت کر لی اور موناکو میں جماعت کا قیام عمل میں آیا۔

(۱۲) اندورا (Andora): یہ ملک دوران سال فرانس جماعت کے سپرد کیا گیا تھا۔ یہاں بھی اللہ کے فضل سے فرانس جماعت نے کامیابی حاصل کر لی ہے۔ یکم جولائی ۲۰۰۰ء کو چار افراد پر مشتمل وفد اس ملک کے دورہ پر روانہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو مساجد کے اماموں سے رابطہ ہوا۔ ان میں سے ایک امام پروفیسر ہیں اور دوسرے ایک مقامی تنظیم کے صدر بھی ہیں۔ ان کے ذریعہ تبلیغی پروگرام منعقد ہوئے۔ سوال و جواب کی پہلی مجلس پانچ گھنٹے جاری رہی۔ اگلے روز دو گھنٹے تک تبلیغی مجلس اور سوال و جواب کا پروگرام ہوا۔ اس کے بعد لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ اس مجلس میں بعض کی آنکھوں سے آنسو جاری رہے۔ اسی دن شام کو دونوں امام ہوٹل آئے اور کہا کہ آپ ہماری بیعت لے لیں۔ ہم احمدیت میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ انہوں نے مزید بیعت فارم بھی لئے اور کہا کہ اب ہم احمدیت کے پیغام کو آگے پہنچائیں گے اور یہاں جماعت کو بڑھانے اور مستحکم کرنے کے لئے کوشش کریں گے۔

وفد نے وزارت خارجہ اور دیگر اعلیٰ حکام سے بھی ملاقات کی اور انہیں جماعتی کتب پیش کیں۔ وفد کو وہاں کی کابینہ کی طرف سے ملک کا جھنڈا پیش کیا گیا۔ (یہ جھنڈا بھی باہر نصب کر دیا گیا ہے)۔

ساؤتھ افریقہ سے دو وفود لیسوتھو (Lesitho) کا دورہ کر کے آئے ہیں۔ اور امسال وہاں ۴۲ بیعتیں ہوئی ہیں اور جماعت مستحکم ہو چکی ہے۔

یو۔کے۔ سے مکرم عطاء المجیب صاحب راشد اور مکرم ابراہیم نونن صاحب نے آئس لینڈ (Ice Land) کا دورہ کیا اور یہاں مضبوط رابطے ہوئے لیکن یہاں غالباً ابھی جماعت قائم نہیں ہوئی۔

ناروے اور سویڈن کے وفود نے فن لینڈ(Fin Land) کا دورہ کیا اور وہاں مقیم احمدی احباب سے رابطے کر کے ان کو وہاں مضبوط کیا۔

ڈنمارک سے ایک وفد نے فیرو آئی لینڈ(Faroe Island) کا دورہ کیا۔

جرمنی سے ایک وفد نے Hungary، Romania اور Moldova ممالک کا دورہ کیا۔

کینیڈا کے ایک وفد نے Ecuador اور Jamaica کا دورہ کیا۔ ان کو کامیابی سے تبلیغی مجالس کے نتیجہ میں جمیکا سے ۶۶ بیعتیں حاصل ہوئیں۔

نئے ممالک میں نفوذ کے ساتھ دنیا بھر میں مساجد اور تبلیغی مراکز کا اضافہ

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ: مساجد اور تبلیغی مراکز کے اضافہ میں افریقہ اور ہندوستان کی جماعتیں سب دنیا پر سبقت لے گئی ہیں۔ ان ممالک میں چھوٹی چھوٹی مساجد اور ساتھ تبلیغی و انتظامی مراکز بہت کم خرچ پر بنائے جا سکتے ہیں۔ جبکہ بڑے بڑے مغربی ممالک میں یہ صورتحال نہیں ہے۔ وہاں بڑے اخراجات اور بڑی جگہوں کی ضرورت پڑتی ہے تاہم مغربی ممالک کو بھی نظرانداز نہیں کیا جا رہا۔

☆...... امریکہ میں ایسے تبلیغی مراکز کی تعداد ۳۶ ہو چکی ہے اور کینیڈا میں دس ہے۔

☆...... امریکہ میں امسال Detroit اور Dallas میں مسجد کی تعمیر کے منصوبہ میں مزید کارروائی ہو رہی ہے۔

☆...... ورجینیا(Virginia) میں مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں نقشہ تیار کر لیا گیا ہے جو ابھی منظوری کے مراحل میں ہے۔

☆...... ہیوسٹن(Houston) میں مسجد اور تبلیغی مرکز کے لئے نقشہ کو آخری شکل دی جا چکی ہے۔

☆...... میری لینڈ(Mary Land) میں مسجد سے ملحقہ 7.8 ایکڑ زمین خرید لی گئی ہے۔ اس جگہ ایک بڑا ہال اور مہمان خانہ بنانے کا منصوبہ ہے۔

☆...... سیاٹل(Seattle) میں بھی مسجد کے لئے ایک پلاٹ خریدا جا چکا ہے۔

☆...... کینیڈا میں ٹورانٹو سے نیاگرا فال جانے والی شاہراہ پر ایک ایکڑ رقبہ پر مشتمل ایک پلاٹ خریدا گیا ہے۔

☆...... آسٹریلیا میں برزبین شہر میں جماعت کو اپنا دوسرا تبلیغی مرکز تعمیر کرنے کی توفیق ملی ہے۔ ساڑھے دس ایکڑ قطعہ زمین خریدا گیا ہے جس میں ۵۶۰ مربع میٹر کے رقبہ پر تبلیغی مرکز اور عمارت کی تعمیر کی گئی ہے۔

☆...... جرمنی میں یکصد مساجد کی تعمیر کا منصوبہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی تیزی سے رواں دواں ہے۔ اور امید رکھتے ہیں کہ دو تین سال میں اللہ تعالیٰ ان کو نمایاں کامیابی عطا فرمائے گا۔

تراجم قرآن کریم و دیگر کتب

☆...... اس وقت تک طبع شدہ تراجم قرآن کریم کی تعداد ۵۳ ہے۔ اس کے علاوہ امسال اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے Sundanese زبان میں تیس پارے تک دس دس پارے کے دو حصے (Volume) طبع ہو چکے ہیں۔ اور تھائی زبان میں ایک تا دس پاروں کا پہلا Volume طبع ہو چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے چودہ(۱۴) زبانوں میں تراجم مکمل ہو چکے ہیں۔ بڑی احتیاط کے ساتھ نظر ثانی ہو رہی ہے۔ ان کے ناموں کی فہرست یہ ہے:

Baule(۱)	(آئیوری کوسٹ)	Bete(۲)	(آئیوری کوسٹ)
Catalan(۳)	(سپین)	Etsako(۴)	(نائجیریا)
Hungarian(۵)	(ہنگری)	Jula(۶)	(آئیوری کوسٹ)
Kanri(۷)	(انڈیا)	Khamer(۸)	(کمبوڈیا)
Kikamba(۹)	(کینیا)	Kikongo(۱۰)	(کینیا)
Kiribati(۱۱)	(فجی)	Maori(۱۲)	(بورکینافاسو)
Uzbek(۱۳)	(ازبکستان)	Xhosa(۱۴)	(ساؤتھ افریقہ)

درج ذیل تین زبانوں کے لئے مستند مترجمین سے نمونے منگوا کر چیک کروائے جا رہے ہیں:

Kazak(۱)	(قازاخستان)	Kirghiz(۲)	(قرغیز ستان)
Kurdish(۳)	(کردستان)		

یہ سب ملا کر جب طبع ہو جائیں گے تو آئندہ تین سال تک میرا منصوبہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم ان کو طبع کر سکیں گے تو کل تعداد ۹۰ ہو جائے گی۔

بعض زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم پر ریویژن کیا جا رہا ہے کیونکہ ابتدائی ترجمے میں بعض نمایاں غلطیاں رہ گئی تھیں۔ اب دوبارہ مزید احتیاط سے ان کا روزن کیا جا رہا ہے۔

اس کے علاوہ کثرت سے لٹریچر مختلف زبانوں میں طبع کیا جا رہا ہے۔ کتب رسائل وغیرہ۔ ان کے تفصیلی ذکر کی یہاں ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کام بھی بڑی عمدگی سے جاری ہے۔ کیونکہ یہ اعداد و شمار ایسے ہیں جن کو سنتے سنتے بعض لوگ تھک جاتے ہیں اس لئے میں بڑی تیزی سے ان سے گزر رہا ہوں۔

وکالت اشاعت کے تحت مختلف ممالک کو کتب کی ترسیل

☆...... وکالت اشاعت کی طرف سے دوران سال لندن سے مختلف ممالک کو ۹۱ ہزار ۵۲۶ کی تعداد میں متفرق کتب بھجوائی گئیں۔ اس کے علاوہ مختلف جماعتوں نے اپنی ضرورت کے مطابق جو لٹریچر شائع کیا ہے اس کی تعداد ۱۱ لاکھ ۲۱ ہزار ۲۰۹ ہے۔

☆...... اگلے سال کے لئے منصوبہ مکمل ہو چکا ہے اور اس پر اس وقت ہر جگہ دنیا میں بڑی تیزی سے عمل ہو رہا ہے کہ اگلے سال کے اختتام سے پہلے پہلے انشاء اللہ تمام دنیا کی ۱/۱۰ آبادی کو احمدی لٹریچر پہنچا دیا جائے گا۔

احمدیہ چھاپہ خانوں کا ذکر

رقیم پریس اسلام آباد کے انچارج ملک مظفر احمد صاحب کی نگرانی میں افریقن ممالک غانا، نائجیریا، گیمبیا، سیرالیون، آئیوری کوسٹ اور تنزانیہ میں ہمارے چھاپہ خانوں کی حالت دن بدن معیاری ہوتی چلی جا رہی ہے۔ ان تمام چھاپہ خانوں کو گزشتہ سالوں میں جدید مشینوں کے ساتھ آراستہ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ پرنٹنگ کے متعلق خام مال جو مغربی ممالک والے کئی گنا زائد قیمتوں میں فروخت کرتے ہیں ان کو نہایت سستا لیکن بہت اچھی حالت میں لے کر بھجوایا گیا۔ اور حکومت کے باقاعدہ پریس ہونے کے باوجود وہ ہمارے معیار کو دیکھتے ہوئے اپنا لٹریچر حکومت شائع کرواتی ہے ہمارے پریسوں سے شائع کروا رہی ہے۔

☆......رقیم پریس اسلام آباد سے ۲ لاکھ ۳۱ ہزار کی تعداد میں کتب و جرائد شائع ہو چکے ہیں۔

☆......افریقہ کے احمدیہ چھاپہ خانوں سے ایک لاکھ ۸۲ ہزار تین صد کتب اور رسالے شائع ہو چکے ہیں۔

☆......ان چھاپہ خانوں کے ذریعہ ہمسایہ ممالک کی ضروریات بھی پوری کی جا رہی ہیں۔

پریس اور میڈیا ڈیسک

دنیا کے مختلف رسائل اور جرائد میں جماعت کی خبریں شائع کرانا اور جھوٹے پراپیگنڈے کا جواب دینا بہت وسیع کام ہے۔ اس کام کا آغاز لندن میں چوہدری رشید احمد صاحب کے ذریعہ ہوا۔ ان کو انچارج مقرر کیا گیا۔ وہ اور ان کی ٹیمیں خدا کے فضل سے بڑی مستعدی سے یہ کام کر رہی ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

انٹرنیشنل ایسوسی ایشن احمدیہ آرکیٹکٹس اینڈ انجینئرز

اس شعبہ کے انچارج عبدالرشید صاحب آرکیٹکٹ ہیں۔ اور دوران سال ان لوگوں نے جو محنت کی ہے اور ان کی نگرانی میں جو وقار عمل ہوئے ہیں اس کے نتیجہ میں ۲ لاکھ ۶۵ ہزار پاؤنڈ کی بچت ہوئی ہے۔

تحریک وقفِ نو

تحریک وقف نو کا مختصر ذکر یہ ہے کہ ۲۰ ہزار ۵۱۵ کی کل تعداد ہے واقفین نو کی جن میں سے لڑکوں کی تعداد ۱۴ ہزار ۲۵۹ ہے اور لڑکیوں کی تعداد چھ ہزار ۲۵۶ ہے۔

لڑکوں اور لڑکیوں کی تعداد کا یہ تناسب قدرتی ان معنوں میں ہے کہ پیدائش سے پہلے بچے وقف کئے جاتے ہیں اور ماں باپ کو پتہ نہیں ہوتا کہ لڑکا ہو گا یا لڑکی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ لڑکے چونکہ جماعت کے زیادہ کام آرہے ہیں، آسانی سے دنیا میں پھیلائے جا سکتے ہیں ان کی تعداد دگنی سے بھی زیادہ ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی باتیں آپ بہت سن چکے ہیں، دہرانے کی ضرورت نہیں۔ ہومیو پیتھک کے بھی بہت سے لیکچر ہو چکے ہیں۔ یہ جو نئی کتاب کی اشاعت ہوئی ہے اس کا انگریزی ترجمہ کیا جا رہا ہے جس کے نتیجہ میں انشاء اللہ باقی زبانوں میں بھی ترجمہ ہو سکے گا۔ نادار، ضرورت مندوں اور یتیموں کی مالی امداد وغیرہ کا سلسلہ حسب سابق بہت زور شور سے جاری ہے۔

ایم ٹی اے (M.T.A) نئے دور میں

مختلف ممالک میں ایم ٹی اے کے سٹوڈیوز بڑی محنت سے کام کر رہے ہیں۔ دنیا بھر میں ہزار ہا احمدی مخلصین ہیں جو ایک دمڑی بھی جماعت سے نہیں لیتے۔ اپنے خرچ پر سفر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساری دنیا میں ایم ٹی اے کے پروگرام مرتب ہو رہے ہیں۔

☆......ایم ٹی اے کی ڈیجیٹل نشریات کا پھیلاؤ بھی ہو چکا ہے اور اسے یورپ کے ڈیجیٹل نظام سے اور امریکہ کے ڈیجیٹل نظام سے بھی منسلک کر دیا گیا ہے۔

دیگر اداروں کا ایم ٹی اے کو خراج تحسین

حضور نے فرمایا کہ دوسرے ادارے جو دنیا کے دیگر ادارے ہیں ان میں MBC یعنی مڈل ایسٹ براڈکاسٹ سینٹر جو عرب دنیا کا ایک مشہور چینل ہے اس نے مقبول ترین پروگرام "بصراحۃ" کے جون ۲۰۰۰ء کے پروگرام میں سعودی شہزادے خالد نے اپنے دو مشیروں کے ساتھ شرکت کی۔ شہزادہ خالد MBC کے مالکوں میں سے ایک ہیں اور ٹی وی پروگرامنگ اور براڈکاسٹنگ کو سمجھتے ہیں۔ ٹی وی کے بارہ میں بات کرتے ہوئے ان کے ایک مشیر نے ایم ٹی اے کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا:

"ہم قادیانی چینل کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے وہ کام کیا ہے جو ساری مسلم دنیا مل کر بھی نہ کر سکی"۔

اسی طرح عربی چینل "الجزیرہ" (Aljazeera) کے ایک پروگرام "الشریعۃ والحیاۃ" میں گفتگو کرتے ہوئے شیخ القرضاوی نے کہا کہ جماعت احمدیہ ایک بہت ہی منظم جماعت ہے۔ ان کے اپنے ٹی وی چینل ہیں اور اس طرح وہ دنیا میں ہر جگہ موجود ہے۔

چین کی خبر رساں ایجنسی نے بھی ہم سے رابطہ کیا ہے۔ اور کمپیوٹر گرافکس کا معیار اور نئی ٹیکنالوجی کا استعمال ایم ٹی اے کے ذریعہ دنیا بھر کو سکھایا جا رہا ہے۔ وائلڈ لائف کے دستاویزی پروگرام بھی اب جماعت خود تیار کر رہی ہے ورنہ اگر باہر کے چینلز سے پروگرام خریدے جائیں تو بہت مہنگے ملیں گے۔

MTA مرکزیہ کے اس وقت بارہ ڈیپارٹمنٹ ہیں جن میں مجموعی طور پر ۱۵۱ رضاکار روزانہ باری باری ۲۴ گھنٹے ٹرانسمیشن کے لئے مختلف طریق سے خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

ٹیلی ویژن، ریڈیو اور اخبارات کے ذریعہ اشاعت

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ٹیلی ویژن، ریڈیو اور اخبارات کے ذریعہ جو اشاعت کا کام جاری ہے اس میں مختلف ممالک کے اپنے ٹیلی ویژن سٹیشنوں پر:

☆......جماعت کے ۱۵۰۵ پروگرام نشر ہوئے۔ ان کو ۱۶۴۱ گھنٹے ۵ منٹ وقت دیا گیا۔

☆......ریڈیو پر ۹۴۵ پروگرام نشر ہوئے۔ ان کو ۶۳۰ گھنٹے اور ۳۶ منٹ وقت دیا گیا۔

☆......اسی طرح دنیا بھر کے ۴۶۶ اخبارات نے بھی جماعت سے متعلق بہت اچھے آرٹیکلز شائع کئے۔

نادار، ضرورتمندوں اور یتیموں کی مالی امداد

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ضرورتمندوں اور یتیموں کی مالی امداد میں بھی جماعت احمدیہ غیر معمولی خدمت کر رہی ہے۔ غریب افریقن ممالک کے علاوہ بنگلہ دیش میں بھی بہت کام ہو رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہندوستان کے غرباء میں بھی بہت کام ہو رہا ہے۔ افریقن ممالک میں لکھوکھہا ڈالرز کی امداد غربت اور بھوک مٹانے کے لئے دی جا رہی ہے۔ مریضوں کو خون کے عطیات دینے میں بھی جماعت احمدیہ ہر جگہ پیش پیش ہے۔

☆......خدام الاحمدیہ انگلستان نے "Humanity First" کی جو بنیاد ڈالی تھی ابھی بھی یہ کام بڑی خوش اسلوبی سے جاری ہے۔ دوران سال انہوں نے سیرالیون، لائبیریا اور تنزانیہ کے ہزارہا مستحقین کے لئے خوراک، کپڑے اور طبی امداد وغیرہ کا امدادی سامان مہیا کیا، سینکڑوں مریضوں کے آنکھوں کے کامیاب آپریشن کئے۔ بہت سے مریض جن کے اعضاء کاٹے جا چکے تھے ان کے مصنوعی اعضاء لگانے میں بھی بہت مدد دی گئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب وہ اپنے ہاتھوں سے کام کر سکتے ہیں اور ٹانگوں پر چل سکتے ہیں۔

☆......احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن یو کے، امریکہ اور ماریشس کی خدمات بھی قابل ذکر ہیں۔ اس سے مراد ہومیوپیتھک ڈاکٹر نہیں بلکہ ایلوپیتھک ڈاکٹرز ہیں۔ یو کے سے ڈاکٹر شاہنواز صاحب، امریکہ سے ڈاکٹر عبدالحکیم ناصر صاحب اور ماریشس سے ڈاکٹر بشیر جواہر اور ڈاکٹر طاہر جواہر کے نام قابل ذکر ہیں۔

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

جماعت احمدیہ برطانیہ کے ۳۵ویں جلسہ سالانہ کے
مختلف انتظامات کا اجمالی جائزہ

(رپورٹ: بشیر الدین سامی)

امسال مکرم ڈاکٹر چوہدری ناصر احمد صاحب افسر جلسہ سالانہ مقرر تھے۔ ان کے نائب افسران مکرم صاحبزادہ مرزا سفیر احمد صاحب، مکرم سید احمد یحییٰ صاحب، مکرم ناصر خان صاحب، مکرم باسط احمد صاحب، مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب ان کی مرکزی ٹیم کے ممبر تھے۔

انتظامات کا سلسلہ چونکہ بہت پہلے شروع ہو جاتا ہے اس لئے افسر جلسہ سالانہ کے مرکزی دفتر نے اپریل میں ہی مختلف شعبہ جات کے کارکنان سے رابطہ شروع کر دیا۔ دفتر جلسہ سالانہ کے ناظم مکرم عبدالرشید صاحب حیدرآبادی تھے۔ ان کی معاونت میں ایک پوری ٹیم سرگرم عمل رہی تاکہ متفرق ضروریات اور استفسارات میں کوئی افراتفری کا احتمال نہ ہو۔

مکرم چوہدری ناصر احمد صاحب، افسر جلسہ نے بتایا کہ امسال جلسہ سالانہ کے مختلف شعبہ جات میں مختلف اوقات میں ۳۰۰۰ کے قریب معاونین نے خدمت کی سعادت حاصل کی۔

مکرم افسر صاحب جلسہ سالانہ کی تفصیلی گفتگو کے حوالہ سے جلسہ سالانہ کے مختلف انتظامات کے بارے میں جو کارکردگی سامنے آئی ہے اس کا ایک اجمالی خاکہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

ابتدائی مراحل میں جن بنیادی کاموں کی طرف توجہ دی گئی ان میں خاص طور پر Site Arrangment کا شعبہ تھا جس کے بروقت اور مناسب Layout پر جلسہ سالانہ کا نقشہ ابھرتا ہے۔ اس کام کے لئے بھی ایک فعال ٹیم تھی جس نے اپریل ہی میں کام شروع کر دیا اور کنسٹرکشن اور Maintenance کمپنیوں سے رابطہ کیا اور جملہ خیموں، پانی کا نظام، واش رومز اور ٹائلٹس کے لئے موزوں جگہیں متعین کیں۔ یہ نظامت جلسہ سالانہ کے بعد بھی نئی ٹیم کے ساتھ کام کرتی ہے۔

رجسٹریشن:

اس کے ناظم مکرم حنیف احمد صاحب تھے۔ جن کے ساتھ ایک فعال ٹیم تھی۔ رجسٹریشن کے دفتر نے ۱۶/اپریل سے کام شروع کر دیا جبکہ جماعتوں سے ضروری Data منگوایا گیا۔ اس طرح یہ سلسلہ ۹/جون تک مکمل ہوا اور ۲۴/جون کو انٹری پرمٹ پرنٹ کرنے شروع کئے اور ۹/جولائی کو تمام داخلہ پرمٹ جماعتوں کو پوسٹ کر دئے گئے۔ جلسہ سے پہلے رجسٹریشن کے تین دفتر کام کر رہے تھے۔ ایک ہونسلو میں، دوسرا اسلام آباد میں اور تیسرا مسجد فضل لنڈن میں۔ ۲۶/جولائی کو یہ تمام اسلام آباد کے مرکزی دفتر میں شامل ہو گئے۔

رہائش کا انتظام:

امسال اسلام آباد میں جلسہ گاہ کے سامنے کھلے میدان میں ۳۰۰۰ مہمانوں کے ٹھہرانے کے لئے پرائیویٹ Tents کا انتظام کیا گیا تھا۔

جو مہمان جماعتوں کے ساتھ ٹھہرے ان کی تعداد ۵۰۰ تھی۔ رہائش کے لئے ۵ ٹینٹس (۴۰x۱۰۰) سائز کے لگائے گئے۔ ۲۷ پرائیویٹ ٹینٹس تھے۔ ٹینٹ کا سائز ۲۰x۱۲ فٹ تھا۔ مستورات کی رہائش کے لئے ۷ ٹینٹس اور ایک بڑی مارکی (۴۰x۱۰۰) سائز کی لگائی گئی تھی۔ اسی طرح مستورات کی دیگر ضروریات کے لئے دو بڑے ٹینٹ لگائے گئے تھے۔ نیز ڈار میٹری میں ۱۲۰ بستروں کی گنجائش رکھی گئی تھی۔

بستروں کا انتظام:

امسال جلسہ سالانہ میں مہمانوں کی غیر معمولی کثرت کی وجہ سے ۲۰۰۰ Mattresses کا سٹاک ناکافی ہو گیا اس لئے اضافی طور پر ۳۰۰ میٹرسز اور ۳۵۰ بستروں کا مزید انتظام کرنا پڑا۔

لنگر خانہ:

مہمان نوازی کے ناظم مکرم بشیر احمد صاحب شریف تھے۔ ان کے ساتھ بھی ایک پوری ٹیم مصروف عمل رہی۔ اجتماعی کھانے کے لئے ۱۱۵x۹۰ سائز کی مارکی مردوں کے لئے اور ۱۸۰x۵۰ سائز کی مارکی مستورات کے لئے لگائی گئی جن میں ۱۶۰ میزوں کی گنجائش تھی۔

جلسہ کے پہلے روز ۱۳ ہزار، ہفتہ کے روز ۱۴ ہزار اور اتوار کو ۱۸ ہزار سے زائد مہمانوں کی مہمان نوازی کی گئی۔

باورچی خانہ:

کھانا پکانے کے ناظم مکرم رفیع احمد شاہ صاحب تھے جن کے ساتھ ایک پوری ٹیم مصروف عمل رہی۔ عام اور پرہیزی کھانوں کے علاوہ یورپین کھانا، انڈونیشین کھانا اور VIP کے لئے کھانا پکانے کا علیحدہ انتظام تھا۔

چائے:

جلسہ کے ایام میں لنگر کے ساتھ ساتھ ۲۴ گھنٹے چائے کے انتظام کے لئے کئی سالوں سے کراچی سے مکرم صدر الدین صاحب کھوکھر اور مکرم محمود احمد صاحب تشریف لاتے ہیں۔ اس سال رش کو کم کرنے کے لئے چار مختلف جگہوں پر چائے کا انتظام کیا گیا تھا۔ متوقع اندازہ کے مطابق ۲ لاکھ چائے Cups سٹاک میں لئے گئے تھے جو استعمال ہو گئے اور اضافی ضرورت کے لئے مزید ایک لاکھ Cups منگوانے پڑے۔

روٹی پلانٹ:

مکرم رفیق احمد صاحب بھٹی اس کے ناظم تھے جو اپنی ٹیم کے ساتھ سرگرم عمل رہے۔

روٹی پلانٹ نے ۲۳/جولائی ۲۰۰۰ء سے کام شروع کر دیا تھا۔ ۲۵ رضاکار جن میں نوجوان اور بچے بھی شامل تھے صبح چار بجے سے رات گئے تک مسلسل کام کرتے رہے۔ جلسہ کے تینوں روز روٹی پلانٹ کی اوسط پروڈکشن ۸۰ ہزار نان تھی۔

Maintenance:

اس شعبہ کے ناظم مکرم سہیل محمود صاحب تھے اور ان کے ساتھ چار نائبین تھے۔

اسلام آباد میں ۴۶ مردانہ اور ۵۴ زنانہ بیوت الخلاء کا انتظام تھا۔ اس کے علاوہ مختلف جگہوں پر ۱۳ Portable Units رکھوائے گئے تھے۔ ہر یونٹ میں ۱۴ بیوت الخلاء کا انتظام تھا۔ نیز ۱۲ Shower Units کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ مستقل Showers کی تعداد مستورات کے لئے ۳۰ اور مردوں کے لئے ۴۰ تھی۔

VIP مہمانوں کے لئے شاورز اور بیوت الخلاء کا الگ انتظام موجود تھا۔

آب رسانی:

آب رسانی کے شعبہ کے ناظم چوہدری فیاض احمد صاحب تھے اور ان کے ساتھ تین نائبین تھے۔

شعبہ استقبال:

اس کے ناظم مکرم جلال الدین محمد اکبر صاحب تھے اور ان کے ساتھ چار نائبین تھے۔ یہ شعبہ تین مقامات پر تقسیم تھا یعنی ہونسلو، اسلام آباد اور مسجد فضل۔ ان تینوں مقامات پر مہمانوں کے استقبال اور ضروری رہنمائی کا انتظام تھا۔

شعبہ خدمت خلق:

شعبہ خدمت خلق مکرم مرزا عبدالرشید صاحب کی نگرانی میں تین نائبین کے ساتھ مصروف عمل رہا۔ اس ٹیم کے ساتھ ۳۰۰ خدام چوبیس گھنٹے ڈیوٹی کرتے رہے جنہوں نے جملہ ڈسپلن کو احسن رنگ میں قائم رکھا۔

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

بڑے بڑے دنیاوی حیثیتوں کے مالک لوگ بھی جلسہ پر تنگی سے گزارہ کرنے پر خوشی محسوس کیا کرتے تھے

جو اپنی قوم میں معزز ہیں وہ تمہارے پاس جب آئیں تو ان کی بھی اسی طرح خاطر مدارات کرو

قادیان اور ربوہ میں مہمانوں کی خدمت کی حسین یادوں کا پر لطف تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایده الله تعالیٰ بنصره العزیز–
فرمودہ ۲۱؍جولائی ۲۰۰۰ء بمطابق ۲۱؍وفا ۱۳۷۹ھجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم–
الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –
اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْكَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ . وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (سورة الحشر آیت ۱۰)

اس کا سادہ ترجمہ یہ ہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے ان سے پہلے ہی گھر تیار کر رکھے تھے اور ایمان کو (دلوں میں) جگہ دی تھی۔ وہ ان سے محبت کرتے تھے جو ہجرت کر کے ان کی طرف آئے اور اپنے سینوں میں اس کی کچھ حاجت نہیں پاتے تھے جو اُن (مہاجروں) کو دیا گیا اور خود اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے باوجود اس کے کہ انہیں خود تنگی درپیش تھی۔ پس جو کوئی بھی نفس کی خساست سے بچایا جائے تو یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

جیسا کہ آیت کے عنوان سے ظاہر ہے اس دفعہ درمیان میں وہ دعاؤں پر مشتمل جو سلسلہ جاری تھا وہ جلسہ کے قرب کی وجہ سے روک کر اب مہمان نوازی سے متعلق میں چند ہدایات کرنا چاہتا ہوں۔ وہ مقامی لوگ جو خدمت کر رہے ہیں آنے والوں کی، ان کو بھی ہدایتیں اور وہ جو تشریف لا رہے ہیں دور دور سے ان کے لئے بھی کچھ ہدایات ہیں۔

سب سے پہلے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنحضرت ﷺ سے ایک روایت بیان کرتا ہوں جو ابن ماجہ ابواب الادب میں درج ہے۔ فرمایا جب تمہارے پاس کسی قوم کا سردار یا معزز آدمی آئے تو اس کی حیثیت کے مطابق اس کی عزت اور تکریم کرو۔ بعض دفعہ لوگوں کے دل میں ایک وسوسہ پیدا ہوتا ہے کہ جو بظاہر بڑے بڑے لوگ ہیں ان کی خاطر الگ کھانے پکائے جا رہے ہیں، خاطریں کی جا رہی ہیں تو یہ سنت رسولؐ سے ہٹ کر نہیں بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ارشاد تھا کہ جو اپنی قوم میں معزز ہیں وہ تمہارے پاس جب آئیں تو ان کی بھی اسی طرح خاطر مدارات کرو۔ تو جو مخلصین احمدی ہیں وہ تو خوش ہوتے ہیں اسے دیکھ کر ان کے دل میں کسی قسم کا نقار پیدا نہیں ہوتا۔

ایک اور روایت حضرت ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جو مسلم کتاب البر سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا معمولی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھو، اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آنا بھی نیکی ہے۔

تو جو آنے والے ہیں ان سے مسکرا کر بات کرنا بھی بہت بڑی نیکی ہے۔ پس اس پہلو سے خیال رکھیں کہ سب آنے والوں کو خوشی کے ساتھ ان کا خیر مقدم کیا کریں اور اگر کچھ کہنا نہیں تو کم سے کم مسکرا کے ہی دیکھیں۔

ایک روایت حضرت ابوذر غفاریؓ کی ترمذی میں درج ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی کے سامنے تیرا مسکرانا تیرے لئے صدقہ ہے اور تیرا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا بھی ایک صدقہ ہے۔ اور بھٹکے ہوئے کو راستہ دکھانا تیرے لئے صدقہ ہے اور کسی نابینا کے رستہ چلنے میں مدد کرنا تیرے لئے صدقہ ہے۔ اور پتھر، کانٹا یا ہڈی کو راستے سے ہٹا دینا بھی تیرے لئے صدقہ ہے اور اپنے ڈول میں سے اپنے بھائی کے ڈول میں کچھ ڈال دینا بھی تیرے لئے صدقہ ہے۔

عقبہ بن عامر مسند احمد بن حنبل کی روایت کے مطابق بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لَاخَيْرَفِی مَنْ لَّايُضَيِّفُ کہ جو مہمان نوازی نہیں کرتا اس کے لئے کوئی خیر و برکت نہیں۔

ایک روایت ہے جو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور یہ صحیح بخاری میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ کونسا اسلام سب سے بہتر ہے۔ فرمایا ضرورت مندوں کو کھانا کھلاؤ اور ہر اس شخص کو جسے تم جانتے ہو یا نہیں سلام کہو۔

(صحيح بخاری كتاب الايمان۔ باب اطعام الطعام من الأسلام)

اب یہ عجیب بات ہے کہ سوال اسلام کے متعلق ہے کونسا اسلام بہتر ہے تو اس پر آپ کا یہ فرمانا کہ ضرورت مندوں کو کھانا کھلاؤ اس سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نزدیک جو حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے سرنگوں ہو جاتا ہے وہ اس کے بندوں کی بھی خدمت کرتا ہے اور ان کو کھانا کھلاتا ہے اور ہر شخص کو اس کا پیغام دیتا ہے۔ اسلام کے نام میں ہی امن کا پیغام دینا شامل ہے۔ پس جس کو جانتے ہو اس کو بھی، جس کو نہیں جانتے اس کو بھی سلام کہا کرو۔ قادیان میں مجھے یاد ہے ایک بہت پیارا دستور تھا کہ دور دور سے آنے والوں کو بعض لوگ اس خیال سے کہ پہل ہم کریں پہلے ہی بہت اونچی آواز میں سلام کر دیا کرتے تھے۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی یہی سنت تھی۔ آپ ہمیشہ بلند آواز سے دور سے آنے والے کو سلام کہہ دیا کرتے تھے اور ہمارے استاد حضرت حافظ رمضان صاحب مرحوم وہ تو اتنی دور سے سلام کر دیا کرتے تھے کہ بعض دفعہ کسی گائے یا بکری کی چاپ کی آہٹ پر بھی یہ سمجھ کر کہ یہ کسی انسان کے پاؤں کی آواز ہو دور سے السلام علیکم کہہ دیا کرتے تھے۔ تو اللہ کے ہاں ان کا یہ سلام بہت مقبول ہوگا، بہت ہی پیارا وجود تھا۔

ایک روایت حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جو صحیح مسلم کتاب الایمان سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔ جب کہے تو اچھی بات کہے ورنہ خاموش ہو جائے اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے چاہئے کہ وہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے وہ اپنے مہمان کا احترام کرے۔

ایک روایت ابوداؤد سے لی گئی ہے جو اَبِی شُرَیْح الکَعْبِی سے مروی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ مہمان کی عزت کرے۔ ایک دن رات تک اس کی خدمت تو اس کا انعام شمار ہوگی یعنی وہ تو اس کے ایک نفل کے طور پر ہوگا اور تین دن تک جو مہمان نوازی ہے یہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اس کے بعد کی خدمت صدقہ ہے اور اس مہمان کے لئے مناسب نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ اس کے

ہاں ٹھہریں۔(سنن ابی داؤد کتاب الاطعمة)۔ تین دن کے بعد اگر ذاتی تعلقات ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ خوشی سے اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے تو یہ ایک الگ معاملہ ہے۔ مگر اگر ذاتی تعلقات نہیں محض اس کی مہمان نوازی کی خاطر کسی نے اس کو اپنے گھر رکھا ہے نامعلوم شخص ہے تو تین دن کے بعد اجازت لے۔ پھر اگر وہ خوشی سے اجازت دے اور دل کی خوشی سے اسے رکھنا چاہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس میزبان کی ایک نیکی ہے جو اللہ اسے قبول فرمائے گا۔

ایک روایت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جو سنن ترمذی میں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں کچھ ایسے بالاخانے ہیں کہ ان کے اندر سے باہر والے حصوں کو دیکھا جا سکتا ہے اور باہر سے اندر والے حصوں کو دیکھا جا سکتا ہے۔ ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کی، یارسول اللہ! یہ کن کے لئے ہیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ ان کے لئے جنہوں نے خوش کلامی کی، کھانا کھلایا، باقاعدگی سے روزے رکھے اور خدا کی خاطر رات کے وقت اس حال میں نماز ادا کی کہ لوگ سو رہے ہوں۔

(سنن ترمذی کتاب البر و الصلة۔ باب ما جاء فی قول المعروف)

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشادات میں بہت گہری حکمتیں مخفی ہوتی ہیں۔ اب یہ بالاخانے جنت میں جو دو طرفہ دیکھے جا سکتے ہیں ان لوگوں کے لئے ہیں جنہوں نے خدا کی خاطر چھپ کر قربانیاں دی تھیں، رات کو اٹھے، روزے رکھے، جب کسی غریب کو بھی دیا تو چھپا کر دیا تو ان کی نیکیوں کو خدا جنت میں بر سر عام مشہور کر دے گا۔ بعض کی تو بدیاں مشہور کی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے۔ لیکن وہ جو نیکیاں چھپا کے کرتے ہیں ان کی نیکیوں کو مشہور کیا جائے گا اور جن لوگوں سے وہ نیکیاں کیا کرتے تھے وہ بھی ان کو دکھائے جائیں گے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہے جو جنت میں خدا کے متقی بندوں کو نصیب ہوگا۔

ایک روایت حضرت ابوہریرہؓ سے صحیح بخاری میں مروی ہے۔ لمبی روایت ہے جس میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ نے اپنی ازواج کی طرف پیغام بھجوایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس تو پانی کے سوا کچھ نہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بعض دفعہ اپنے مہمان اپنے خاص مخلص صحابہ کو بانٹ دیا کرتے تھے۔ آپؑ نے فرمایا اس مہمان کے کھانے کا بندوبست کون کرے گا۔ ایک انصاری نے عرض کیا کہ حضور میں انتظام کرتا ہوں۔ اگرچہ یہ روایت بارہا بیان ہو چکی ہے لیکن ہر دفعہ ایک نیا لطف دیتی ہے۔ ایک عظیم الشان روایت ہے۔ چنانچہ وہ اس کے ساتھ گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہا آنحضرت ﷺ کے مہمان کی خاطر مدارت کا انتظام کرو۔

تو جو بھی اب مہمان آئیں گے یاد رکھیں یہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ اور مسیح موعودؑ کے مہمان ہیں۔ اس نیت سے اگر آپ مہمانوں کی خدمت کریں گے تو آپ کو بہت ثواب ہوگا۔ بیوی نے جواباً کہا گھر میں تو صرف بچوں کے کھانے کے لئے ہے۔ انصاری نے کہا کھانا تیار کرو پھر چراغ جلاؤ اور جب بچوں کے کھانے کا وقت آئے تو ان کو بہلا کر سلا دو۔ چنانچہ عورت نے کھانا تیار کیا، چراغ جلایا، بچوں کو بھوکا ہی سلا دیا۔ پھر چراغ درست کرنے کے بہانے اٹھی اور چراغ بجھا دیا اور پھر دونوں مہمان کے ساتھ بیٹھے بظاہر کھانا کھانے کی آوازیں نکالتے اور چٹخارے لیتے رہے تاکہ مہمان سمجھے کہ میزبان بھی میرے ساتھ بیٹھے کھانا کھا رہے ہیں۔ اس طرح مہمان نے پیٹ بھر کا کھانا کھایا اور وہ خود بھوکے سو رہے۔ اب یہ ادا ان کی اتنی پسند آئی اللہ تعالیٰ کو کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے خود اس کی خبر دی۔ چنانچہ جب صبح وہ صحابی حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے فرمایا کہ تمہارے رات والے فعل سے تو اللہ تعالیٰ بھی ہنس دیا۔ کہتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ”وہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں جبکہ وہ خود ضرورت مند ہوتے ہیں اور جو نفس کے بخل سے بچائے گئے وہی کامیابی حاصل کرنے والے ہیں“۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب)

ایک روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے وہ ابن ماجہ میں بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب تمہارے پاس کسی قوم کا سردار یا معزز آدمی آئے تو اس کی حیثیت کے مطابق اس کی تکریم کرو۔ یہ پہلے بھی روایت گزر چکی ہے اب پھر ہے اور میں تاکید کرتا ہوں کہ جو بھی معززین کسی کے ہاں تشریف لائیں یا جماعت کے مہمان ہوں ان کی پوری عزت و تکریم کی جانی چاہئے۔

ایک روایت مسلم کتاب البر میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا معمولی نیکی کو حقیر نہ سمجھو، اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آنا بھی نیکی ہے۔

ایک روایت ترمذی میں حضرت ابوذر غفاریؓ کی یوں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اپنے بھائی سے تیرا مسکرانا تیرے لئے صدقہ ہے اور تیرا امر بالمعروف اور نَہی عَنِ الْمُنْکَر کرنا بھی ایک صدقہ ہے۔ بھٹکے ہوئے کو رستہ دکھانا بھی تیرے لئے صدقہ ہے اور کسی نابینا کی رستہ چلنے میں مدد کرنا بھی تیرے لئے صدقہ ہے۔ اور پتھر، کانٹا یا ہڈی رستہ سے ہٹا دینا بھی تیرے لئے صدقہ ہے اور اپنے ڈول میں سے اپنے بھائی کے ڈول میں کچھ ڈال دینا بھی تیرے لئے صدقہ ہے۔

ایک روایت مسلم کتاب الحج میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سفر کے ارادہ سے جب اونٹ پر بیٹھ جاتے تو تین بار تکبیر کہتے اور پھر یہ دعا مانگتے، پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے تابع فرما دیا اور ہم اسے قابو میں رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔

تو اب تو اونٹوں کا زمانہ نہیں۔ اب خدا نے ریل گاڑیوں، ہوائی جہازوں وغیرہ، ان سواریوں کا زمانہ بنا دیا ہے کہ جس طرح اونٹوں پر بیٹھنے والوں کو ان کی تسخیر کی طاقت نہیں تھی، اللہ کے فضل سے وہ مسخر ہوئے تھے اسی طرح اب یہ نئی سواریاں خواہ ہوائی جہاز ہوں یا ریل گاڑیاں ہوں، جو بھی موٹر کاریں وغیرہ یہ سارے اللہ کے حکم سے آپ کے لئے مُسَخَّر ہیں اور یہ گہرا خدا کی قدرت کا نظام ہے کہ جب اس نے پسند فرمایا اس وقت وہ ایجادیں انسان نے دریافت کیں جن کا خدا تعالیٰ نے پہلے سے ہی یہ انتظام کر رکھا تھا۔ اب دیکھو ریل گاڑی اس وقت ایجاد ہوئی جب ایکسٹرنل Combustion انجن یا کوئلہ وغیرہ سے گاڑیاں چلائی جاتی تھیں اور اس وقت خدا تعالیٰ نے کوئلے اور لکڑی وغیرہ کے ذریعہ جو باہر انسان کو دکھائی دیتے تھے یا زمین میں سے کھودتے تھے ان گاڑیوں کا انتظام کر رکھا تھا۔ تو دو نظام ہیں۔ ایک ہے ایکسٹرنل Combustion انجن کہ باہر سے گرمی دے کر انجن کو چلایا جاتا ہے اور ایک نظام ہے انٹرنل Combustion انجن، کہ انجن کے اندر پٹرول کی طرح کی چیز ڈالی جائے تو اندر سے آگ بھڑکتی ہے اور وہ اس مشین کو چلاتی ہے۔ تو یہ دونوں ضرورتیں انسان کی ایسی ہیں جن پر انسان کو ہرگز اختیار نہیں تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی نے انسان کے لئے مُسَخَّر کی ہیں۔

پس آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ سنت تھی کہ سواری پر چڑھتے ہوئے اس آیت کی تلاوت ضرور فرمایا کرتے تھے سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے لئے مسخر کر دیا اور ہم اپنی طاقت سے اسے مسخر کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے تھے۔ اور اگر کسی حادثہ کی وجہ سے ہمارے مقدر میں یہی ہے کہ ہم رخصت ہو جائیں خدا کے حضور تو ہم نے جانا تو وہیں ہے خواہ سوار ہوتے ہوئے جائیں یا گھر بیٹھے چلے جائیں، ہر حال میں خدا کی ہی طرف لوٹنا ہے۔ تو یہ دعا بہت ہی مؤثر دعا ہے اور کبھی بھی سواری سے پہلے اس دعا کو نہیں بھولنا چاہئے۔

ہمارے ایک احمدی پائلٹ ہوا کرتے تھے جنگ عظیم میں، انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ یہ دعا ضرور پڑھا کرتے تھے۔ صرف ایک دفعہ بھول گئے اور اسی دفعہ جہاز کو گولی لگی اور وہ زمین پہ جا پڑا۔ اگرچہ ان کی جان بچ گئی مگر وہ جہاز ضائع ہو گیا۔ تو لمبا عرصہ وہ پھر دشمن کی قید میں بھی رہے۔ تو یہ بتاتے تھے مجھے قطعی طور پر یاد ہے کہ اس دفعہ جو مقدر تھا وہی ہوا۔ میں اس دعا کو بھول گیا اور پھر وہ حادثہ پیش آ گیا۔ تو آپ لوگ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس دعا کو اچھی طرح یاد رکھیں اور اس کی وجہ سے جماعت کو دکھ نہ پہنچائیں۔ بارہا نصیحت کی جاتی ہے، لکھ لکھ کر کاغذ لگایا جاتا ہے موٹروں کے شیشوں پر کہ دیکھو اگر نیند آ رہی ہے تو ایک جگہ کھڑے ہو جاؤ، آرام کر لو، اگر خطرہ ہو نوکری جانے کا تو بے شک نوکری چلی جائے لیکن جان کی فکر کرو کیونکہ تمہاری جان کی وجہ سے ساری جماعت احمدیہ کو صدمہ پہنچتا ہے۔ تو کیوں ہمیں دکھ پہنچاتے ہو۔ اس لئے اب پھر یہ تاکید کرتا ہوں کہ ہر جگہ احتیاط کریں، بہت احتیاط سے کام لیں۔ پھر اس کے باوجود اگر خدا کے ہاں یہی مقدر ہے تو وہ ہو کے رہے گا۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یہ بھی دعا کیا کرتے تھے کہ اے ہمارے خدا ہم تجھ سے ہی اپنے اس سفر میں بھلائی اور تقویٰ چاہتے ہیں تو ہمیں ایسے نیک عمل کرنے کی توفیق دے جو تجھے پسند ہیں۔ اے ہمارے خدا تو ہی ہمارا یہ سفر آسان کر دے اور اس کی دوری کو لپیٹ دے۔ ”دُوری کو لپیٹ دے“ کا مطلب یہ ہے کہ بظاہر دُور کا سفر نظر آتا ہے لیکن جلدی سے طے ہو جائے اور رستہ کی دقتوں کی وجہ سے لمبا سفر معلوم نہ ہو۔ پھر عرض کرتے ہیں: اے ہمارے خدا تو سفر میں ہمارے ساتھ ہو اور پیچھے گھر میں خبر گیر ہو جا۔ اے ہمارے خدا میں تیری پناہ مانگتا ہوں سفر کی سختیوں سے، ناپسندیدہ

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 020-8265-6000

اور بے چین کرنے والے مناظر سے ، مال اور اہل وعیال میں برے نتیجے سے اور غیر پسندیدہ تبدیلی سے۔

حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے ایک ایک چیز کا خیال رکھا ہے، ایک ایک چیز میں ہمیں دعائیں سکھائیں۔ اللہ بے انتہاء رحمتیں نازل فرمائے آپؐ پر کہ آپؐ نے ایک چھوٹی سی چیز کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ "سفر میں بے چین کردینے والے مناظر سے "۔ بعض دفعہ رستے چلتے بہت ہی دردناک حادثہ دکھائی دیتا ہے جس سے انسان کی طبیعت بے چین ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اور بھی بے چین کرنے والے مناظر سفر کے دوران پیش آتے ہیں تو آنحضور ﷺ نے فرمایا یہ بھی دعا کیا کرو کہ اللہ تعالیٰ ایسے مناظر سے تمہیں بچالے اور پھر اہل وعیال میں برے نتیجہ سے اور غیر پسندیدہ تبدیلی سے۔ یہ نہ ہو کہ ہم لوٹیں تو ہمارے اہل وعیال میں کوئی ایسی تبدیلی واقع ہو چکی ہو جو ناپسندیدہ ہو۔ پھر جب آپ سفر سے واپس آتے تو یہی دعا کرتے اور اس میں یہ زیادتی فرماتے: ہم واپس آئے ہیں توبہ کرتے ہوئے، عبادت گزار اور اپنے رب کی تعریف میں رطب اللسان بن کر۔

(صحیح مسلم کتاب الحج)

ایک روایت مسلم کتاب الذکر میں حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو شخص کسی مکان میں رہائش اختیار کرتے یا کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے وقت یہ دعا مانگے کہ میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں اور اس شر سے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے پناہ چاہتا ہوں تو اس شخص کو یہاں کی رہائش ترک کرنے یا اس جگہ سے کوچ کرنے تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔

اب میں آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات اور آپ کی مہمان نوازی کے بعض واقعات جو آپ کے خدام نے بیان کئے ہیں پیش کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فتح اسلام میں جو ابتدائی زمانہ کی کتاب ہے وہ تمام شاخیں بیان کردی ہیں جن کا جماعت سے، مہمان نوازی سے، آنے والوں سے، جانے والوں سے، ہر قسم کے مستقبل میں جماعت کی ضرورتیں پیش آنے سے، تبلیغی مسائل میں ان کو فائدہ پہنچانے والی باتوں سے آگاہ فرما دیا ہے اور پانچ شاخیں بیان کی ہیں جن میں ہر شاخ کے متعلق الگ الگ نصیحت ہے۔

"تیسری شاخ اس کارخانہ کی واردین اور صادرین اور حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والے اور دیگر اغراض متفرقہ سے آنے والے ہیں جو اس آسمانی کارخانہ کی خبر پا کر اپنی اپنی نیتوں کی تحریک سے ملاقات کے لئے آتے رہتے ہیں"۔ اس میں آپ نے ان کو بھی شامل فرمالیا جو دیگر اغراض کی وجہ سے۔ اس لئے یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ کیا غرض لے کر آیا ہے۔ اگر وہ اپنی دنیوی غرض سے بھی آگیا ہے تو اس کی بھی عزت و تکریم کی جائے۔ "جو اس آسمانی کارخانہ کی خبر پا کر اپنی اپنی نیتوں کی تحریک سے ملاقات کے لئے آتے رہتے ہیں۔ یہ شاخ بھی برابر نشوونما میں ہے اگرچہ بعض دنوں میں کچھ کم مگر بعض دنوں میں نہایت سرگرمی سے اس کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے چنانچہ ان سات برسوں میں ساٹھ ہزار سے کچھ زیادہ مہمان آئے ہونگے"۔

اب تو سب دنیا میں لکھوکھہا مہمان آتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان کے طور پر ہر جگہ دنیا میں جلسے ہو رہے ہیں، ہر جگہ مہمان نوازی کے مواقع پیدا ہو رہے ہیں اس لئے بلا شبہ میرے اندازہ کے مطابق کم سے کم دس لاکھ مہمان تو اس زمانہ میں ضرور ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دستر خوان سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ اُس زمانہ میں دیکھیں کہ سات سالوں میں ساٹھ ہزار لیکن سوال یہ ہے کہ اُس زمانہ میں خدمت کرنے والے کتنے تھے۔ بہت ہی کم اور جو چند ایک خدمت کرنے والے تھے ان میں سب سے زیادہ خدمت کرنے والے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے۔ تو بے انتہاء بوجھ تھا تمام کاموں کا لیکن اس کے باوجود مہمان نوازی کو آپ نے نظر انداز نہیں فرمایا۔

فرماتے ہیں: "جس قدر ان میں سے مستعد لوگوں کو تقریری ذریعوں سے روحانی فائدہ پہنچایا گیا اور ان کے مشکلات حل کر دئے گئے اور ان کی کمزوری کو دور کر دیا گیا، اس کا علم تو خدا تعالیٰ کو ہے"۔ اپنی طرف سے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی سب سے بڑھ کر مہمان نوازی یہی کی کہ ان کو نصیحتیں کر کے، ان کے اندرونی حالات کی اصلاح فرمائی۔ "مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ زبانی تقریریں جو سائلین کے سوالات کے جواب میں کی گئیں یا کی جاتی ہیں"۔ اور آج کل اس کا بھی سلسلہ سب دنیا میں پھیل چکا ہے۔ "یا اپنی طرف سے محل اور موقع کے مناسب کچھ بیان کیا جاتا ہے۔ یہ طریق بعض صورتوں میں تالیفات کی نسبت"۔ یعنی تحریری پیغام پہنچانے کی نسبت۔ "نہایت مفید اور مؤثر اور جلد تر دلوں میں بیٹھنے والا ثابت ہوا ہے"۔ (فتح اسلام ۔روحانی خزائن جلد سوم صفحہ ۱۴، ۱۵)۔ چنانچہ ابھی اپنے حالیہ انڈونیشیا کے دورہ میں بھی میں نے یہی بات دیکھی کہ تحریریں پھیلانا اور بات ہے لیکن خود سوالات کا موقع دیا جائے، بات کی جائے، سمجھایا جائے، یہ بات ہی اور ہے، اس کا اثر تحریری اشاعت کے مقابل پر بالکل مختلف ہے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں ۱۹۰۱ء میں ہجرت کر کے قادیان چلا آیا اور اپنی بیوی اور بچوں کو ساتھ لایا اس وقت میرے دو بچے محمد منظور عمر پانچ سال اور عبدالسلام عمر ایک سال تھے۔ پہلے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے وہ کمرہ رہنے کے واسطے دیا جو حضور کے اوپر والے مکان میں حضور کے رہائشی صحن اور کوچہ بندی کے اوپر والے صحن کے درمیان تھا۔ اس میں صرف دو چھوٹی چارپائیاں بچھ سکتی تھیں۔ چند ماہ ہم وہاں رہے اور چونکہ ساتھ ہی برآمدہ اور صحن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع اہل بیت رہتے تھے اس واسطے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بولنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔

ایک شب کا ذکر ہے کچھ مہمان آئے جن کے واسطے جگہ کے انتظام کے لئے حضرت ام المومنین حیران ہو رہی تھیں کہ سارا مکان تو پہلے ہی کشتی کی طرح پُر ہے اب ان کو کہاں ٹھہرایا جائے۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اکرام ضیف کا ذکر کرتے ہوئے حضرت بی بی صاحبہ کو پرندوں کا ایک قصہ سنایا۔ اب یہ ہے تو قصہ مگر اس قصہ میں مہمان نوازی کی بہت ہی اعلیٰ تمثیل بیان ہوئی ہے۔ فرماتے ہیں وہ قصہ یہ تھا جو میں ملحقہ کواٹروں میں ساری بات اچھی طرح سن رہا تھا۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ عجیب دلنشین قصہ یہ ہے۔ ایک دفعہ ایک جنگل میں ایک مسافر کو شام ہوئی۔ رات اندھیری تھی، قریب کوئی بستی اسے دکھائی نہ دی۔ وہ ناچار ایک درخت کے نیچے رات گزارنے کے واسطے بیٹھ رہا۔ اس درخت کے اوپر ایک پرندے کا آشیانہ تھا۔ پرندہ اپنی مادہ کے ساتھ باتیں کرنے لگا کہ دیکھو یہ مسافر جو ہمارے آشیانہ کے نیچے زمین پر آبیٹھا ہے، یہ آج رات ہمارا مہمان ہے اور ہمارا فرض ہے کہ اس کی مہمان نوازی کریں۔ مادہ نے اس کے ساتھ اتفاق کیا اور ہر دو نے مشورہ کر کے یہ قرار دیا کہ ٹھنڈی رات ہے اور اس ہمارے مہمان کو آگ تاپنے کی ضرورت ہے۔ اور تو کچھ ہمارے پاس نہیں ہم اپنا آشیانہ توڑ کر نیچے پھینک دیتے ہیں تاکہ وہ ان لکڑیوں کو جلا کر آگ تاپ لے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ سارا آشیانہ تنکا تنکا نیچے پھینک دیا۔ اس مسافر نے غنیمت جانا اور ان سب لکڑیوں کے تنکوں کو جمع کر کے آگ جلائی اور تاپنے لگا۔ تب درخت پر اس پرندوں کے جوڑے نے پھر مشورہ کیا کہ آگ تو ہم نے اپنے مہمان کو بہم پہنچائی اور اس کے واسطے سینکنے کا سامان مہیا کیا۔ اب ہمیں چاہئے کہ اسے کچھ کھانے کو بھی دیں۔ اور تو ہمارے پاس کچھ نہیں۔ ہم خود ہی اس آگ میں جا گریں اور مسافر ہمیں بھون کر ہمارا گوشت کھالے۔ چنانچہ ان پرندوں نے ایسا ہی کیا اور مہمان نوازی کا حق ادا کر دیا۔

اب اس روایت کا حضرت اماں جان سے بیان کرنے کا مطلب یہ تھا کہ جتنی بھی تنگی ہو اس کو بہر حال ہمیں برداشت کرنا ہے۔ مہمان نوازی کی خاطر ہماری جان بھی جائے تو حاضر ہے اور یہ بات سن کر اس کے بعد حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کبھی کوئی شکوہ نہیں کیا۔ اسی طرح گھر بھرا ہوا تھا کہ گویا تل دھرنے کو جگہ نہ ہو اور اس کے باوجود مہمان نوازی کے تمام تقاضے پورے کرتی رہیں۔ خدا کے فضل سے ہم نے اسی سنت کو ربوہ کے جلسہ میں دیکھا ہے کہ اس کثرت سے مہمان پھنسے ہوئے ہوتے تھے اور اللہ کے فضل سے بڑے بڑے مخلص احمدی جو دنیاوی بڑے بڑے عہدوں پر فائز تھے وہ بھی ایسی جگہوں میں ٹھہرنے میں فخر محسوس کیا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے جنرل اختر ملک بھی بہت بڑے عہدہ پر فائز ہونے کے باوجود اصرار کیا کرتے تھے کہ میں ایسی جگہوں میں ہی ٹھہروں گا۔ تو آج کے زمانہ میں بھی بہت سہولتیں ہو چکی ہیں مگر یاد رکھیں ان باتوں کو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کو جماعت نے ہمیشہ بڑی محبت اور وقار کے ساتھ دیکھا ہے اور اس پر پورا عمل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اب بھی آپ ان کوششوں کو جاری رکھیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مہمان نوازی کا یہ عالم تھا کہ شروع میں جب مہمانوں کی زیادہ کثرت نہیں تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحت بھی نسبتاً بہتر تھی آپ اکثر مہمانوں کے ساتھ اپنے مکان کے مردانہ حصہ میں اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور کھانے کے دوران میں ہر قسم کی بے تکلفانہ گفتگو جاری رہتی گویا ظاہری کھانے کے ساتھ علمی اور روحانی کھانے کا دستر خوان بھی بچھ جاتا تھا۔ ایسے موقعوں پر آپ عموماً ہر مہمان کا خود ذاتی خیال رکھتے تھے اور اس بات کی نگرانی فرماتے تھے کہ اگر کبھی دستر خوان پر ایک سے زیادہ کھانے ہوں تو ہر شخص کے سامنے دستر خوان کی ہر چیز پہنچ جائے عموماً ہر مہمان کے متعلق دریافت فرماتے رہتے تھے کہ کسی

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020-8553-3611

خاص چیز مثلاً دودھ یا چائے یا لسی یا پان کی عادت تو نہیں اور پھر حتی الوسع ہر ایک کے لئے اس کی عادت کے موافق چیز مہیا فرماتے تھے۔ بعض اوقات اگر آپ کو معلوم ہوتا کہ کسی مہمان کو اچار کا شوق ہے اور اچار دستر خوان پر نہیں ہوتا تھا تو خود کھانا کھاتے کھاتے اٹھ کر اندرون خانہ تشریف لے جاتے اور اندر سے اچار لا کر ایسے مہمان کے سامنے رکھ دیتے۔ اور چونکہ آپ بہت تھوڑا کھانا کھاتے تھے اور جلد سیر ہو جاتے تھے اس لئے آپ سیر ہونے کے بعد بھی روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے منہ میں ڈالتے جاتے تھے تاکہ مہمان یہ سمجھ کر کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کھانا کھا رہے ہیں اپنے کھانے میں بے تکلفی سے مصروف رہیں۔

ایک اور روایت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہمان نوازی کی ذکر حبیب میں مفتی محمد صادق صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاحب مہمانوں کی خاطر داری کا بہت اہتمام رکھا کرتے تھے۔ جب تک تھوڑے مہمان ہوتے تھے آپ خود ان کے کھانے اور رہائش وغیرہ کا انتظام کیا کرتے تھے۔ جب مہمان زیادہ ہونے لگے تو خدام حافظ حامد علی صاحب، میاں نجم الدین صاحب وغیرہ کو تاکید فرماتے تھے کہ دیکھو مہمانوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ ان کی تمام ضروریات خورونوش اور رہائش کا خیال رکھا کرو۔ بعض کو تم شناخت کرتے ہو اور بعض کو نہیں۔ اس لئے مناسب یہی ہے کہ سب کو واجب الاحترام جان کر تواضع کرو۔ سردی کا موسم ہے، چائے پلاؤ اور تکلیف کسی کو نہ ہو۔ تم پر میرا حسن ظن ہے کہ مہمانوں کو آرام دیتے ہو۔ ان سب کی خوب خدمت کرو۔ اگر کسی گھر یا مکان میں سردی ہو تو لکڑی یا کوئلہ کا انتظام کر دو۔

اب سیرت مہدی میں ایک اور روایت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مروی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیت الفکر میں مسجد مبارک کے ساتھ والا حجرہ جو حضرت صاحب کے مکان کا حصہ ہے لیٹے ہوئے تھے اور میں پاؤں دبا رہا تھا۔ یہ روایت عبداللہ سنوری صاحبؓ کی ہے۔ حجرہ کی کھڑکی پر لالہ شرمپت یا شاید ملاوامل نے دستک دی۔ میں اٹھ کر کھڑکی کھولنے لگا مگر حضرت صاحب نے بڑی جلدی سے اٹھ کر تیزی سے جا کر مجھ سے پہلے زنجیر کھول دی اور پھر اپنی جگہ بیٹھ گئے اور فرمایا آپ ہمارے مہمان ہیں اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ مہمان کا اکرام کرو۔

ملفوظات میں ایک روایت ہے سید حبیب اللہ صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آج میری طبیعت علیل تھی اور میں باہر آنے کے قابل نہ تھا مگر آپ کی اطلاع ہونے پر میں نے سوچا کہ مہمان کا حق ہوتا ہے جو تکلیف اٹھا کر آیا ہے اس واسطے میں اس حق کو ادا کرنے کے لئے باہر آ گیا ہوں۔

ایسا ہی ایک مرتبہ ۲۲/ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو فرمایا کہ لنگر خانہ کے مہتمم کو تاکید کر دی جاوے کہ وہ ہر ایک شخص کی احتیاج کو مد نظر رکھے مگر چونکہ وہ اکیلا آدمی ہے اور کام کی کثرت ہے ممکن ہے کہ اسے خیال نہ رہتا ہو اس لئے کوئی دوسرا شخص یاد دلا دیا کرے۔ کسی کے میلے کپڑے وغیرہ دیکھ کر اس کی تواضع سے دستکش نہ ہونا کیونکہ مہمان تو سب یکساں ہوتے ہیں اور جو نئے ناواقف آدمی ہیں تو یہ ہمارا حق ہے کہ ان کی ہر ایک ضرورت کو مد نظر رکھیں"۔

اب یہ ایک بہت ہی پیارا کلمہ ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ اس کا حق ہے فرمایا ہمارا حق ہے کہ ان کی ہر ضرورت کو مد نظر رکھیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس حق کو بہت استعمال فرمایا۔" بعض وقت کسی کو بیت الخلاء کا ہی پتہ نہیں ہوتا تو اسے تکلیف ہوتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ مہمانوں کی ضروریات کا بڑا خیال رکھا جاوے۔ میں تو اکثر بیمار رہتا ہوں اس لئے معذور ہوں مگر جن لوگوں کو ایسے کاموں کے لئے قائم مقام کیا ہے یہ ان کا فرض ہے کہ کسی قسم کی شکایت نہ ہونے دیں"۔

مفتی محمد صادق صاحب ایک اور روایت میں بیان کرتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ میں لاہور سے قادیان آیا ہوا تھا۔ غالباً ۱۸۹۷ء یا ۱۸۹۸ء کا واقعہ ہوگا۔ مجھے حضرت صاحب علیہ السلام نے مسجد مبارک میں بٹھایا جو کہ اس وقت ایک چھوٹی سی جگہ تھی۔ فرمایا کہ آپ بیٹھئے میں آپ کے لئے کھانا لاتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ اندر تشریف لے گئے۔ میرا خیال تھا کہ کسی خادم کے ہاتھ کھانا بھیج دیں گے مگر چند منٹ کے بعد جب کھڑکی کھلی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ اپنے ہاتھ سے سینی اٹھائے ہوئے میرے لئے کھانا لائے ہیں۔ مجھے دے کر فرمایا کہ آپ کھانا کھائیے میں پانی لاتا ہوں۔ بے اختیار رقت سے میرے آنسو نکل آئے کہ جب حضرت ہمارے مقتدا و پیشوا ہو کر ہماری یہ خدمت کرتے ہیں تو ہمیں آپس میں ایک دوسرے کی کس قدر خدمت کرنی چاہئے۔

ایک اور روایت سیٹھی غلام نبی صاحب کے متعلق ہے۔ ایک بہت شریف اور بڑے غریب مزاج احمدی تھے، چکوال کے رہنے والے تھے مگر راولپنڈی میں دکان کیا کرتے تھے۔ انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ملاقات کے لئے قادیان آیا۔ سردی کا موسم تھا اور کچھ بارش بھی ہو رہی تھی۔ میں شام کے وقت قادیان پہنچا۔ رات کو جب میں کھانا کھا کر لیٹ گیا اور کافی رات گزر گئی اور قریباً بارہ بجے کا وقت ہو گیا تو کسی نے میرے کمرہ کے دروازے پر دستک دی۔ میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کھڑے تھے۔ ایک ہاتھ میں گرم دودھ کا گلاس تھا اور دوسرے ہاتھ میں لالٹین تھی۔ میں حضور کو دیکھ کر گھبرا گیا مگر حضور نے بڑی شفقت سے فرمایا کہیں سے دودھ آ گیا تھا میں نے کہا آپ کو دے آؤں۔ آپ یہ دودھ پی لیں، آپ کو شاید دودھ کی عادت ہوگی اس لئے آپ کے لئے لے آیا ہوں۔ سیٹھی صاحب کہا کرتے تھے کہ میری آنکھوں میں آنسو امڈ آئے کہ سبحان اللہ کیا اخلاق ہیں۔ یہ خدا کا برگزیدہ مسیح اپنے خادموں تک کی خدمت اور دلداری میں کتنی لذت پاتا ہے اور کتنی تکلیف اٹھاتا ہے۔

ایک روایت الحکم میں چھپی ہے ۱۹۰۲ء میں یہ شائع ہوئی تھی منشی عبدالحق صاحب جب تک یہاں رہے حضرت کی مہمان نوازی کے معترف رہے اور اس کا ان کے قلب پر خاصا اثر تھا۔ میں نے ان ایام میں دیکھا کہ حضرت قریباً روزانہ منشی عبدالحق صاحب کو سیر سے واپس لوٹتے وقت یہ فرماتے کہ آپ مہمان ہیں آپ کو جس چیز کی تکلیف ہو مجھے بے تکلف کہیں کیونکہ میں تو اندر رہتا ہوں اور نہیں معلوم ہوتا کہ کسی کو کیا ضرورت ہے۔ آج کل مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے بعض اوقات خادم بھی غفلت کر سکتے ہیں۔ آپ اگر زبانی کہنا پسند نہ کریں تو مجھے لکھ کر بھیج دیا کریں۔ مہمان نوازی تو میرا فرض ہے۔

اب کسی کو یہ خیال گزرے کہ میں تو آرام سے الگ رہتا ہوں اور سارے لوگ مہمان نوازی میں جتے ہوئے ہیں۔ اب یہ زمانہ بدل چکا ہے۔ ہزاروں لاکھوں مہمان سلسلہ کے آتے رہے ہیں۔ قادیان میں بھی یہاں بھی ہزارہا آتے ہیں، انڈونیشیا میں بھی۔ مگر میرے لئے ممکن نہیں ہے کہ ہر آنے والے کے لئے اٹھ کر خود پیش کروں اور اس طرح خدمت کروں مگر اپنی جوانی کے زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پر عمل کرنے کی بیحد کوشش کیا کرتا تھا۔ مجھے یاد ہے ہمارے گھر بہت کثرت سے مہمان آ کر مجلس لگایا کرتے تھے اور غالباً حضرت مرزا صاحب (مکرم مرزا عبدالحق صاحب مراد ہیں۔ مرتب) بھی کبھی ان کی مجلس میں شامل ہوتے ہوں۔ اس وقت جہاں تک ممکن تھا ان کے لئے خود اندر سے چیزیں لا کر کھانا پیش کیا کرتا تھا، مشروب پیش کیا کرتا تھا اور بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ بیوی کی طبیعت خراب تھی یا نوکرانی گھر پہ نہ ہوتی تو میں خود ان کے لئے روٹی پکاتا اور وہ روٹی لے کر ان کے سامنے پیش کیا کرتا تھا۔ یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ اب میرے اور حالات ہیں اب آپ سب لوگ جو خدمت کر رہے ہیں یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خدام ہیں اور میری نمائندگی میں ہی ایسا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔

اب مہمانوں میں سے، احمدی مہمانوں میں سے بھی جو خوشحال ہوا کرتے تھے ان کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر قسم کا تکلف بھی کیا کرتے تھے۔ مثلاً ایک دفعہ محمد رضوی صاحب وکیل ہائی کورٹ حیدر آباد، دکن سے ایک جماعت لے کر آئے۔ سید صاحب ان ایام میں ایک خاص جوش اور اخلاص رکھتے تھے۔ حیدر آبادی لوگ عموماً ترش سالن کھانے کے عادی ہوتے ہیں۔ آپ نے خاص طور پر حکم دیا کہ ان کے لئے مختلف قسم کے کھٹے سالن تیار ہوا کریں تاکہ ان کو تکلیف نہ ہو۔ ایسا ہی سیٹھ اسماعیل آدم، بمبئی سے آئے تو ان کے لئے بلاناغہ دونوں وقت پلاؤ اور مختلف قسم کے چاول تیار ہوتے تھے کیونکہ وہ عموماً چاول کھانے کے عادی تھے۔ مخدومی حضرت سیٹھ عبدالرحمن صاحب مدراسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان ایام میں قادیان میں ہی تھے۔ غرض آپ اس کا انتظام کیا کرتے تھے کہ مہمان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔

حضرت مولوی حسن علی صاحب مرحوم نے اپنے واقعہ کا خود اپنی قلم سے ذکر کیا ہے جو ان کی کتاب تائید حق میں چھپا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں مرزا صاحب کی مہمان نوازی کو دیکھ کر مجھ کو بہت تعجب سا گزرا۔ ایک چھوٹی سی بات لکھتا ہوں جس سے سامعین ان کی مہمان نوازی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ مجھ کو پان کھانے کی بری عادت تھی۔ امرتسر میں تو پان ملا لیکن بٹالہ میں مجھ کو کہیں پان نہ

DIGITAL SATELLITE
MTA and PAKISTAN TV
You can now get MTA on digital satellite at Hotbird 13°E. Pakistan TV is also available on digital satellite at Intelsat 707 1°W as Prime TV, and has been broadcasting since Sept '98.
To view MTA and Prime TV, you need a digital satellite receiver, a dish and a universal LNB.
At the moment, we are running the following offers:
NOKIA 9600 £255+ Digital LNBs from £19+
HUMAX CI £220+ Dishes from 35cm to 1.2m
These, as well as all other satellite reception-related equipment, can be obtained from our warehouse at the address below.
Signal Master Satellite Limited
Unit 1A Bridge Road, Camberley
Surrey GU15 2QR, England
Tel: 0044 (0)1276 20916 Fax: 0044 (0)1276 678740
e-mail: sms.satellite@business.ntl.com
+ All prices are exclusive of VAT
MAIL ORDER EXPORT BANGLA TV skydigital ZEE TV SONY Entertainment Television

ملا۔ ناچار الائچی وغیرہ کھا کر صبر کیا۔ میرے امرتسر کے دوست نے کمال کیا کہ حضرت مرزا صاحب سے نامعلوم کس وقت میری اس بری عادت کا تذکرہ کردیا۔ جناب مرزا صاحب نے گورداسپور ایک آدمی روانہ کیا۔ دوسرے دن گیارہ بجے دن کے وقت جب کھانا کھا چکا تو پان موجود پایا۔ سولہ کوس سے پان میرے لئے منگوایا گیا تھا۔

اب یہ بھی بہت ہی ایک خاص انداز کی روایت ہے۔ بعض لوگ مہمان نوازی سے ناجائز فائدہ بھی اٹھالیتے ہیں۔ بستر دیا ہے ان کو تو بستر ہی لے کر غائب ہوگئے۔ تو ایک دفعہ ایک مہمان آیا جس کے متعلق مہمان نواز کو حضرت حافظ حامد علی صاحب کو شک تھا کہ یہ ایسا ہی ہے اور اس کو لحاف وغیرہ دیا تو لے کر بھاگ جائے گا۔ اس پر حضرت مسیح موعود سے عرض کیا کہ اس کو لحاف نہیں دینا چاہئے۔ آپؑ نے فرمایا اگر یہ لحاف لے جائے گا تو اس کا گناہ اس کو ہوگا اور اگر بغیر لحاف کے سردی سے مر گیا تو اس کا گناہ ہمیں ہوگا تو بہتر ہے کہ اس کا گناہ اسی کو ہو اس کی وجہ سے ہمیں گناہ نہ پہنچے۔

۲۶ر جولائی ۱۹۰۴ء بمقام گورداسپور کی ایک روایت جو ملفوظات میں درج ہے یہ ہے۔ یہاں ہدایت اللہ صاحب احمدی شاعر لاہور پنجاب جو کہ حضرت اقدس کے ایک عاشق صادق تھے۔ اپنی اس پیرانہ سالی میں بھی چند دنوں سے گورداسپور آئے ہوئے تھے۔ آج انہوں نے رخصت چاہی جس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ جا کر کیا کریں گے۔ یہاں رہئے اکٹھے چلیں گے۔ آپ کا یہاں رہنا باعث برکت ہے۔ اگر کوئی تکلیف ہو تو بتلادو اس کا انتظام کردیا جائے گا۔ پھر اس کے بعد آپ نے عام طور پر جماعت کو مخاطب کرکے فرمایا کہ چونکہ آدمی بہت ہوتے ہیں اور ممکن ہے کہ کسی ضرورت کا علم اہل عملہ کو نہ ہو اس لئے ہر ایک شخص کو چاہئے کہ جس شے کی اسے ضرورت ہو بلا تکلف کہہ دے اگر کوئی جان بوجھ کر چھپاتا ہے تو وہ گنہگار ہے۔ ہماری جماعت کا اصول ہی بے تکلفی ہے۔

پس آنے والے مہمانوں کو میں حضور کی یہ نصیحت اس لئے سنا رہا ہوں کہ اس خیال سے کہ تکلیف نہ ہو، اپنی ضرورت کی جس کی ان کو عادت ہو جماعت کے سامنے اس کا ذکر کردیا کریں اور ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تنبیہ کی ہے کہ اگر وہ اس کو تکلف سے چھپائیں گے تو یہ گنہگاری ہے"۔ ہماری جماعت کا اصول ہی بے تکلفی ہے"۔ بعدازیں حضرت اقدس نے میاں ہدایت اللہ صاحب کو خصوصیت سے سید سرور شاہ صاحب کے سپرد کیا کہ ان کی ہر ضرورت ان کو بہم پہنچائیں۔

"ابّا جان"

(حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(ماجد احمد خان - ربوہ)

(حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ۲/ستمبر ۱۹۶۳ء کو ہوئی۔ آپ کی یاد میں آپ کے ایک نواسے مکرم ماجد احمد خان صاحب کا مضمون ہدیۂ قارئین ہے۔مدیر)

کو میلا مشرقی پاکستان۔ رات کا وقت تھا۔ ہمارا گھر ایک پہاڑی پر تھا۔ بل کھاتی سڑک پر فوجی جیپ کی پیلی روشنی پڑ رہی تھی۔ ہم سب اس میں تھے۔ میرے والدین اور میری چھوٹی ہمشیرہ۔ ایک بوجھل سی خاموشی طاری تھی۔ کوئی ایسی بات تھی کہ جس کا صرف احساس تھا۔ میری عمر بمشکل آٹھ برس ہوگی۔ پھر جو بات مجھے یاد آتی ہے وہ ہمارا گھر پہنچنا اور میری والدہ کا اپنے بلکتے وجود کو سمیٹنا ہے۔ ابا ان کو تسلی دے رہے تھے۔ بار بار پانی پینے کو کہتے۔ پریشان ہو کر ابا سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ لاہور مغربی پاکستان سے ماموں (صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب) کا تار آیا ہے کہ ابا جان کی طبیعت زیادہ خراب ہے فوراً پہنچنے کی ہدایت ہے۔ اس وقت کچھ اور نہ سوجھا۔ امی کے گھٹنے سے سر لگا کر بیٹھ گیا اور وہ ماں اپنی پریشانی بھول کر میرے سر پر ہاتھ پھیرنے لگی۔

اگلے روز ہم لاہور میں تھے۔ ۲۳ ریس کورس روڈ، ابا جان کا گھر۔ بڑے کمرے میں وہ اس دنیا سے بے خبر تیز بخار میں بے خود پڑے تھے۔ دل کرتا تھا کہ کہوں کہ آپ تو مجھے ہمیشہ گلے لگایا کرتے تھے۔ آج کیوں نہیں ملے۔ میرے آنے پر کتنے خوش ہوتے تھے۔ کچھ دیر ان کی چارپائی سے لگا ان کو دیکھتا رہا پھر باہر نکل گیا۔

غالباً مغرب کا وقت تھا۔ اندر سے کسی نے آواز دی کہ اندر آجاؤ۔ شاید اتنی کم عمری میں اس بات کا احساس بھی نہ ہوتا کہ کیا ہوگیا ہے۔ لیکن دبی دبی سسکیاں بہت کچھ کہہ گئیں۔ بڑے بھائی، چھوٹی بہنوں کے آنسو پونچھتے تھے اور اپنے چھپاتے پھرتے تھے۔ سب کا شفیق چلا گیا تھا۔ صرف اپنی اولاد کے لئے ہی نہیں سب کو یتیم کر گیا تھا۔ کچھ یاد ہے، کچھ نہیں۔ لیکن طبیعت پر اثر تھا۔ اب سوچتا ہوں کہ کیا وجہ تھی۔ آٹھ سال کی عمر میں اتنی ٹھنڈک کا احساس کیوں تھا۔ کیوں احساس ہوتا تھا کہ ایسا مشفق اور محبت کرنے والا شاید اب نہ مل سکے۔

جنازہ کس نے پڑھایا، تدفین کس وقت ہوئی، مجھے یاد نہیں۔ مجھے جنازے کے ساتھ جانے کی اجازت نہیں ملی تھی۔ "البشریٰ" کوٹھی کی چھت پر کھڑا ان کو اپنے آخری سفر پر جاتا دیکھتا رہا۔ منڈھیر کی دیواریں اونچی تھیں۔ کبھی اِدھر بھاگتا کبھی اُدھر۔ آخر کسی بڑے نے اٹھالیا۔ نیچے دیکھا تو ایک جم غفیر تھا جو امڈا پڑتا تھا۔ اس شخص کے تابوت کو کاندھا دینے جو سب کا تھا اور سبھی اس کے تھے۔

میری والدہ مرحومہ امتہ المجید بیگم ابا جان کی منجھلی بیٹی تھیں۔ میرے والدین جن کا اب انتقال ہوچکا ہے انہوں نے مجھے بھرپور محبت دی۔ اپنی زندگی کے ۳۴ سال میں نے ان کے ساتھ گزارے ہیں لیکن ابا جان کی شفقت اور محبت کی بات ہی کچھ اور تھی۔ مجھے یہ کہنے میں ذرہ بھی تامل نہیں کہ ابا جان کے ساتھ گزرے وہ لمحات میرے والدین کی ساری عمر کی محبت پر بھاری ہیں۔

بچوں میں مجھ سے بہت تعلق تھا۔ کئی دفعہ مجھے لگا کہ میری وجہ سے میرے بعض ہم عصروں سے بھی بہت محبت کا سلوک کیا۔ ایک دفعہ مجھے پانچ روپے دئے کہ جاؤ جا کر کچھ لے آؤ۔ میں نے جیسا کہ بچے عموماً کرتے ہیں اس بارہ میں اپنے ہم عمروں کو بتایا جس پر وہ تمام بچے ابا جان کے پاس باری باری گئے اور سب کو پانچ پانچ روپے ملے۔ مجھے یاد ہے ہم سب تقریباً سات آٹھ تو ضرور ہونگے۔ طبیعت میں اتنا انصاف تھا کہ یہ برداشت نہ کیا کہ کوئی سلوک سے رہ جائے۔

جب ابا امی کے ساتھ ربوہ آتا تو اکثر مجھے اپنے ساتھ بستر پر سلاتے۔ کبھی کبھی رات کو میں بستر پر پیشاب نکال دیا کرتا تھا۔ امی اس بات پر بہت ناراض ہوتیں۔ ابا جان کو بار بار کہتی کہ اس کو ساتھ نہ سلایا کریں۔ لیکن وہ مہربان وہ مشفق راتوں کو اٹھتا، بستر تبدیل کرتا، کئی دفعہ اپنے بھی کرنے پڑتے۔ اب سوچتا ہوں تو کپکپی سی طاری ہو جاتی ہے۔ اتنا بڑا انسان ایک نبی کی مبشر اولاد اور میرے جیسے گنہگار سے ایسا مشفقانہ سلوک۔

میرے والد صاحب (بریگیڈئر وقیع الزمان خان مرحوم) چونکہ فوج میں تھے اس لئے کچھ عرصہ بعد مختلف شہروں میں تبدیلی ہو جاتی تھی۔ جہاں بھی میں ہوتا میرے لئے اپنے ملازم کے ہاتھ جو عرف عام میں بشیر موٹا کہلاتا تھا تحفے تحائف بھیجتے رہتے۔ مجھے یہ ہدایت ہوتی کہ ان میں سے کچھ لبنیٰ (میری چھوٹی ہمشیرہ) کو بھی دے دینا۔ ویسے سارے تمہارے ہیں۔ اس ضمن میں یہ ذکر بھی کرتا چلوں کہ لوگوں سے آپ کا حسن سلوک ایسا تھا کہ یہ بشیر موٹا ابا جان کی وفات کے بعد چھبیس سال زندہ رہا اور ہر سال ابا جان کی محبت میں مجھے برفی لا کر دیتا رہا۔ اس لئے کہ ابا جان مجھے برفی دیا کرتے تھے۔

رات کو گرمیوں میں باہر سویا کرتے تھے۔ میری چھوٹی سی چارپائی بھی اپنے ساتھ لگوا لیتے۔ ایک دفعہ صبح آنکھوں کی تکلیف کی وجہ سے میری آنکھیں نہیں کھلیں، غالباً میں نے رونا بھی شروع کر دیا۔ اس پر فوری پانی منگوا کر میری آنکھوں پر روئی سے پانی ٹپکاتے رہے جب تک میری آنکھیں کچھ دیکھنے کے قابل نہ ہوئیں۔

میری نانی اماں مرحومہ جن کو ہم سب اماں کہتے تھے، میرے ہوش سنبھالنے سے ہی بیمار چلی آ رہی تھیں اور چلنے پھرنے سے معذور تھیں۔ مجھے اس بات پر بہت حیرت ہوتی کہ باقی لوگوں کی بیویاں تو کام کرتی ہیں اور یہ ہر وقت بستر پر پڑی رہتی ہیں اور ابا جان کا کوئی کام نہیں کرتیں۔ میں نے ایک دن ابا جان کی محبت میں انہیں کہہ دیا کہ آپ نے ان سے شادی کیوں کی۔ کسی ایسی سے کرتے جو چل پھر سکتی۔ اس لطیفے پر بہت ہنسے اور کئی دن لوگوں کو اور خاص کر اماں کو سناتے رہے۔

خلافت سے بے پناہ عقیدت تھی۔ سارا دن میں دیکھتا کہ مختلف لوگ ملنے آرہے ہیں۔ ہر شخص مؤدب ہے، بے انتہا عزت کرتے ہیں لوگ۔ لیکن شام کو مسجد مبارک میں مغرب کی نماز کی ادائیگی کے بعد قصر خلافت تشریف لے جاتے تو یوں لگتا کہ ایک ادنیٰ غلام اپنے آقا کے پاس بیٹھا ہے۔

ان کی اکثر باتیں مجھے یاد ہیں۔ شلوار قمیص پر پہنا لمبا سا کوٹ، لال رنگ کا رومال، قمیص کی جیب میں لگانے والی گھڑی اور سب سے بڑھ کر ان کا محبت کرنے والا وجود۔ یہ تمام خیال، یہ تمام یادیں بے ترتیب سہی لیکن میرے اپنے مشاہدہ کی ہیں جن کو میں نے خود محسوس کیا۔ اُس انسان کی یاد اب تک ویسے ہی ہے۔ ۳۷ برس گزر گئے ان کی وفات کو۔ جتنا ان کے مشفقانہ رویہ کے بارہ میں سوچتا ہوں اتنی ہی عقیدت اور محبت بڑھ جاتی ہے۔ ان کی شخصیت کے اوراق اب بھی الٹائے جاتے ہیں۔ ہر دفعہ ان کی یاد ایک نیا رنگ سمیٹے ہوئے ہوتی ہے۔ کبھی بے خیالی میں مسکرا دیتا ہوں۔ اکثر آنکھوں کے گوشے تر ہو جاتے ہیں۔

اخلاص کی ضرورت

حضرت خلیفة المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"میں امیروں کو اپنا مرید بنانے سے ڈرتا ہوں۔ میں تو غرباء ہی کو چاہتا ہوں۔ مجھ کو تعداد بڑھانے کا بھی خیال نہیں۔ بلکہ اخلاص چاہتا ہوں۔ بعض اوقات کسی امیر کی نسبت میں یہ خیال کر لیا کرتا ہوں کہ یہ دل کا غریب ہے"۔

قریش مکہ کی اسمبلی کا فیصلہ اور ہجرت نبوی

(۷؍ستمبر تا ۲۰؍ستمبر ۶۲۲ء)

(دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت)

مدینہ منورہ میں اسلام کی پہلی مثالی سلطنت کا قیام حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی حقانیت کا ایک بھاری معجزہ اور خارق عادت نشان ہے جس کی عظمت وجلالیت کا حقیقی تصور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے پس منظر کا بغور مطالعہ کرتے ہوئے ہجرت مدینہ کے واقعات اور خصوصاً کفار مکہ کے اس ظالمانہ اور انسانیت سوز فیصلہ کی جزئیات و تفصیلات پر بھی تحقیقی نظر ڈالی جائے۔ جوانہوں نے نبوت کے تیرھویں سال دارالندوہ میں کیا تھا۔

دارالندوہ خانہ کعبہ کے قریب ایک قومی عمارت تھی جو قریش کے مورث اعلیٰ قُصَیّ بِن کِلاب بِن مُرّہ نے قریباً ۴۴۰ عیسوی میں حکمران ہونے کے بعد تعمیر کروائی تھی۔ اس کا دروازہ خانہ کعبہ میں کھلتا تھا اور اس میں صرف قریش کے عمائدو رؤساء ہی اہم قومی مشوروں کے لئے جمع ہو سکتے تھے جن میں چالیس سال سے کم عمر رکھنے والوں کا داخلہ ممنوع تھا۔

(تاریخ الاسلام السیاسی ۔ الجزء الاول صفحہ ۷۰۔ تالیف ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن پروفیسر تاریخ اسلامی مصر۔ طبع اول ۱۹۳۵ء۔ العرب قبل الاسلام از جرجی زیدان الجزء الاول صفحہ ۲۴۲ ۔مطبوعہ ۱۹۰۸ء بمصر)

جمہوری حکومت

مصر کے ممتاز مؤرخ الدکتور حسن ابراہیم حسن قریش کے نظام حکومت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :"اسست حکومت جمھوریة من نوع الحکومات التی کانت منتشرة فی بلاد العرب "۔ یعنی بنو کنانہ (قریش اسی قبیلہ کی ایک شاخ ہیں) نے ان حکومتوں کی طرز پر جموری حکومت کی بنیاد رکھی جو بلاد عرب میں متفرق طور پر موجود تھیں۔(تاریخ الاسلام السیاسی صفحہ ۶۸)

مشرکین مکہ نے جب دیکھا کہ مظلوم، بیکس اور نہتے مسلمانوں کو جنہیں وہ صابی کے حقارت آمیز نام سے پکارنے میں عزت محسوس کرتے تھے، کے خلاف قتل و غارت، ایذا رسانی ،ہنگامے، مظاہرے، بدزبانیاں اور بائیکاٹ القصہ سب تشدد انگیز حربے بری طرح ناکام ہو چکے ہیں اور یہ لوگ ہر نوع کی قربانی کے باوجود اپنے دین پر ڈٹ گئے ہیں اور مدینہ اور اس کے ماحول میں اسلام کی شان و شوکت اور مقبولیت میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے تو وہ سخت دہشت زدہ اور غضبناک ہو گئے اور انتقامی روح نے ان کے اندر زبردست آگ لگادی۔

دارالنّدوہ میں اجتماع

جیسا کہ علامہ حضرت ابو جعفر محمد بن جریر الطبری (متوفی ۳۱۰ ہجری) نے اپنی تاریخ طبری میں لکھا ہے :"اس مرحلہ پر تمام رؤساء قریش وصنادید مکہ کا دارالندوہ میں خصوصی اجتماع ہوا جس میں ہر قبیلہ کے اربابِ حل وعقد شامل ہوئے۔ حضرت علامہ ابن قیم جوزی (۶۹۱ھ۔۷۵۱ھ) زادالمعاد میں فرماتے ہیں :"لَمْ یَتَخَلَّف احدٌ مِنْ اَھْلِ الرَّأیِ وَالْحِجِّ مِنْھُمْ لِیَشَاور فِی اَمْرِہٖ"۔ یعنی اہل رائے اور کارپردازان میں سے کوئی بھی آنحضرت ﷺ کے خلاف مشورہ سے باہر نہیں رہا۔ مؤرخین نے شریک اجلاس ہونے والوں کی تعداد ایک سو کے قریب بیان کی ہے۔ بہ الفاظ دیگر یہ مکہ کے عوام کا ایک نمائندہ اجتماع تھا جو ان کی امنگوں اور خواہشات کا آئینہ دار تھا جو "صابیوں" کے تیرہ سالہ مسئلہ کو فوری طور پر حل کرنے کے لئے خدا کے پہلے گھر کے سایہ تلے مکہ کی پاک سرزمین میں منعقد کیا گیا۔

نجد کی مداخلت

یہ اجتماع اگرچہ وسط حجاز میں واقع مرکزی قبائلی حکومت کے مندوبین کا تھا اس میں نجد نے بھی بالواسطہ طور پر مداخلت کی۔ چنانچہ تاریخ اسلام کے قدیم لٹریچر میں یہ روایت بڑی کثرت اور تواتر اور وضاحت کے ساتھ موجود ہے کہ ایک جُبّہ پوش، شیطان سیرت بوڑھا شیخ نجدی بھی اس خفیہ کارروائی میں شروع ہی سے شامل ہو گیا تھا۔ یہ بوڑھا نجدی کون تھا؟ اس کا نام کیا تھا؟ کب مکہ میں آیا؟ کس راہ سے سفر کر کے پہنچا ،مکہ والوں کی قومی مجلس شوریٰ میں کیونکر داخل ہونے میں کامیاب ہوا؟ اسے مشورہ دینے کا حق کیسے دیا گیا؟ یہ شخص ذاتی حیثیت سے آیا تھا یا نجد کے کسی قبیلہ (مثلاً غطفان، ہوازن، سلیم، حطیم)۔ آنحضرتؐ کو اس قبیلہ کی سرکوبی کے لئے مع صحابہؓ سن ۴ ہجری میں نجد تشریف لے جانا پڑا تھا) کا نمائندہ تھا یا مدینہ اور خیبر کے اردگرد آباد یہودیوں کا ایجنٹ تھا؟ تاریخ اس بارے میں آج تک خاموش ہے۔ ممکن ہے جس وقت مسلمان اسرائیلی مملکت پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں اور یہودیوں کی خباثتوں اور شرارتوں کا پرانا ریکارڈ فراہم ہو جائے تو اس پُر اسرار واقعہ کی گمشدہ کڑیوں کا بھی کوئی سراغ مل جائے!۔

ابو جہل کا مشورہ

دارالندوہ میں متعدد مطالبات پیش کئے گئے۔ بعض نے آنحضرتؐ کو مکہ سے خارج کرنے اور بعض نے نظر بند کر دینے کا مشورہ دیا۔ ابو جہل نے یہ رائے دی کہ ہر قبیلہ کے منتخب نوجوان ایک ہی بار محمد (ﷺ) کا کام تمام کردیں۔ آل ہاشم کو سب عرب قبائل کے خلاف جنگ کرنے کی جرأت نہ ہوگی۔ اس لئے ہم سب اس کا خون بہا ادا کریں گے۔ قانونی اغراض بھی پوری ہو جائیں گی اور ہمارا "دینِ ابراہیمی" بھی اس نئے مدعی نبوت سے محفوظ ہو جائے گا۔

شیخ نجدی نے ابو جہل کی پرزور تائید کی اور کہا کہ یہ شخص صائب الرائے ہے اور اس کی تجویز قابل عمل بھی ہے۔ اس پر تمام لوگوں نے بہ اتفاق رائے اس کے حق میں ووٹ دیا۔ چنانچہ طبری میں لکھا ہے "وھم مجمعون له" اور "زادالمعاد" کے الفاظ میں "واجتمعوا علیه" یہ ان کا اجتماعی فیصلہ تھا۔

قرآن مجید میں ذکر

قرآن مجید میں اس واقعہ کا ذکر ان الفاظ میں ملتا ہے۔ وَاِذْ یَمْکُرُبِكَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُاللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُالْمٰکِرِیْنَ۔(الانفال :۳۱)

یارسول اللہ !اس وقت کو یاد کرو جب کفار تیرے متعلق تدبیریں کر رہے تھے تاکہ تجھے ایک جگہ محصور کردیں یا قتل کردیں یا مکہ سے خارج کردیں۔ وہ بھی تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ بھی تدبیریں کر رہا تھا اور اللہ تدبیر کرنے والوں میں بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔

وحی کے مطابق ہجرت کی تیاری

ادھر دشمنان اسلام نے یہ سازش کی۔ ادھر خدائے علیم و خبیر نے محمد عربی ﷺ کو بذریعہ وحی اس شرمناک منصوبہ سے آگاہ فرمادیا اور یثرب کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی اور حکم دیا کہ آپ آج کی رات مکہ میں نہ گزاریں۔

حاکم نے مستدرک جلد ۳ میں لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جبرائیل سے پوچھا کہ ہجرت میں میرا ساتھی کون ہوگا؟ جواب دیا ابو بکر صدیقؓ۔ چنانچہ حضور علیہ السلام حضرت ابو بکرؓ کے گھر تشریف لے گئے اور انہیں فرمان خداوندی سے اطلاع دی اور ان کو ہجرت کے جملہ ضروری انتظامات مکمل کرنے اور رات کو تیار رہنے کی ہدایت دے کر اپنے کاشانہ مبارک میں پہنچے اور اسداللہ الغالب حضرت علیؓ بن ابی طالب کو اہل مکہ کی امانتیں سپرد کر کے ان کو اپنے بستر پر سوجانے کا ارشاد فرمایا۔

مکان مبارک کا محاصرہ

دارالندوہ کی قرارداد کو فی الفور نافذ کرنے کے لئے مختلف قبیلوں کے چنیدہ جنگجو اور مسلح نوجوانوں نے شہنشاہ نبوتؐ کو گھیرے میں لے لیا تا کہ آپؐ جونہی باہر آئیں حملہ کر کے قتل کردیا جائے۔ ان ظالموں نے جو اپنے ناپاک ارادہ کو جلد تر مکمل کرنا چاہتے تھے آنحضرت ﷺ پر پتھر بھی پھینکے۔ جیسا کہ مسند احمد بن حنبل میں بروایت حضرت ابن عباس منقول ہے (الفتح الربانی جلد ۲۰ ابواب ہجرت النبی)۔ حضرت علامہ حسین بن محمد الدیار بکری سمہوزی (متوفی ۹۶۰ھ) وفاء الوفاء باخبار دار المصطفی جلد اوّل صفحہ ۱۶۹ پر لکھتے ہیں کہ:

دوران محاصرہ بدبخت لعین ابو جہل نے طنزاً کہا کہ یہ وہ شخص ہے جو کہا کرتا ہے کہ اگر تم اس کی پیروی کرو گے تو عرب و عجم کے بادشاہ بن جاؤ گے اور آخرت میں تمہیں باغات ملیں گے، جن سے تم کھاؤ گے اور اگر تم پیروی نہیں کرو گے تو دنیا میں ہلاکت کا شکار ہو گے۔ اور قیامت کو آگ میں پڑو گے۔ آنحضرت ﷺ کے کانوں تک یہ بات پہنچی تو آپؐ نے فرمایا:

"ہاں! خدا کی قسم! میں اب بھی یہی کہتا ہوں اور ایسا ہی ہوگا اور تم انہی میں شامل ہو"۔

غار ثور تک

اس مہیب اور خطرناک ماحول میں جبکہ رات کی تاریکی ہر طرف چھائی ہوئی تھی اور مسلح دشمن تلواریں سونتے کھڑے تھے خدا تعالیٰ نے جیسا کہ سورۃ یٰسین میں ذکر ہے ان سب اشقیاء کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور آنحضرتؐ ان کے سروں پر خاک ڈال کر چلے گئے اور کامل سکون، غیر معمولی وقار اور بے مثال توکل کے ساتھ مکہ کی پیاری گلیوں میں سے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہاں پہنچے اور کچھ وقت ان کے ہاں ٹھہرنے کے بعد ان کو ساتھ لیا اور یمن جانے والے راستہ پر جبل الثور کی طرف چل پڑے ۔(طبقات ابن سعد باب ہجرۃ النبیؐ تالیف علامہ محمد بن سعد (۱۶۸ھ تا ۲۳۰ھ) جو مکہ سے قریباً ساڑھے پانچ میل کے فاصلہ پر ایک اونچا پہاڑ ہے جس کی چوٹی سے بحر احمر بھی صاف دکھائی دیتا ہے۔ (امرأة الحرمین جلد ۱ تالیف ابراہیم رفعت پاشا طبع اول ۱۹۲۵ء)۔

آنحضرتؐ اور آپؐ کے ساتھی پہاڑ کے دشوار گزار پرپیچ اور کھردرے پتھروں میں سے ہوتے ہوئے اس کی بلند چوٹی تک پہنچے اور پھر اس میں واقع غار ثور میں داخل ہو گئے۔

حفاظت کے لئے غیبی سامان

بانی جماعت احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اللہ جل شانہ نے اپنے نبی معصومؐ کے محفوظ رکھنے کے لئے یہ امر خارق دکھلایا کہ باوجودیکہ مخالفین اس غار تک پہنچ گئے تھے جس میں آنحضرت ﷺ مع اپنے رفیق کے مخفی تھے۔ مگر وہ آنحضرت ﷺ کو دیکھ نہ سکے کیونکہ خدائے تعالیٰ نے ایک کبوتر کا جوڑا بھیج دیا جس نے اسی رات غار کے دروازہ پر آشیانہ بنادیا اور انڈے بھی دے دئے اور اس طرح اذن الٰہی سے عنکبوت نے اس گھر پر اپنا گھر بنادیا جس سے مخالف لوگ دھوکہ میں پڑ کر ناکام واپس چلے گئے"۔(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۶۶)

مندرجہ بالا معجزے کا ذکر تاریخ اسلام کے جملہ قدیم ماخذوں میں موجود ہے۔ خدائی حکمتوں اور قدرتوں کی بھی کیا شان ہے کہ اس نے شہ لولاکؐ کی حفاظت کا کام تار عنکبوت جیسی کمزور چیز سے لے کر دکھلا دیا اور زوروں والے بے نیل مرام پلٹ آئے۔ فتبارك الله احسن الخالقین

کمال شجاعت اور عدیم المثال توکل

دنیائے اسلام کے لئے یہ ایک انتہائی نازک

اور سنگین مرحلہ تھا جہاں سے یا تو اسلامی حکومت کی بنیاد پڑنے والی تھی یا اس کا خاتمہ ہونے والا تھا۔ خون کا پیاسا دشمن غار پر آن پہنچا اور مختلف قسم کی تدبیریں کرنے لگا تھا۔ بعض کہتے تھے کہ اس غار کی تلاش کرو کیونکہ نشان یا یہاں تک آ کے ختم ہو جاتے ہیں لیکن ان میں سے بعض کہتے تھے کہ یہاں انسان کا گزر اور دخل کیسے ہو گیا؟ مکڑی نے جالا تنا ہوا ہے، کبوتر نے انڈے دئے ہوئے ہیں۔ اس قسم کی آوازیں اندر پہنچ رہی تھیں اور حضور صاف ان کو سُن رہے تھے۔ اس عالم میں حضرت ابو بکرؓ صدیق نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! اب تو دشمن سر پر آ پہنچے ہیں اور اگر کسی نے ذرا نیچے نگاہ کی تو وہ دیکھ لے گا۔ لیکن آنحضرت ﷺ کا کمال شجاعت دیکھو! کہ دشمن سر پر ہے مگر آپؐ اپنے رفیق صادق سے فرماتے ہیں لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (توبہ: ۴۰)۔ کچھ غم نہ کھاؤ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

غار ثور سے روانگی

احادیث صحیحہ اور تواریخ کی یقینی اور قطعی شہادت کے مطابق ہمارے آقا محمد عربی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم (فداہ ابی وامی) تین راتیں غار ثور میں پناہ گزیں رہے اور چوتھے روز علی الصبح مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔

غار ثور سے آنحضور ﷺ کی روانگی کس تاریخ کو عمل میں آئی؟ اس بارہ میں بہت اختلاف ہے اور کتب سیر و تواریخ اور روایات و اقوال کی بنیاد پر حتمی رائے قائم کرنا مشکل ہے۔ البتہ دسویں صدی ہجری کے نامور مؤرخ اور فقیہ حضرت الشیخ حسین بن محمد نے اپنی تحقیق کا نچوڑ درج ذیل الفاظ میں پیش کر کے ہمیں حقیقت کے بہت قریب لا کھڑا کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

"السنة الاولیٰ من الهجرة وهی السنة التی فی الثامن و العشرین من صفرها او فی غرّة ربیع الاول منها وقت الهجرة الی المدینة"۔

(تاریخ الخمیس جلد اول صفحہ ۳۶۳ طبع اول ۱۳۰۲ھ)۔

یعنی ہجرت کا پہلا سال یہ وہ سال ہے جس کی ۲۸ر صفر یا یکم ربیع الاول کو آنحضرت ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ حضرت امام شیخ حسین بن محمد کا یکم ربیع الاول پر ۲۸ر صفر کو مقدم کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ان کے نزدیک ۲۸ر صفر کی تاریخ زیادہ قرین قیاس، صحیح، وقیع اور مستند ہے۔

اب اگر ہم مصری ہیئت دان اور ماہر فلکیات علامہ محمد مختار پاشا کی مشہور کتاب التوفیقات الالہامیہ کی روشنی میں ۲۸ر صفر سن ایک ہجری کو شمسی تاریخ میں تبدیل کریں تو یہ ۱۱ر ستمبر ۶۲۲ء بنتی ہے۔ اس حساب سے پیغمبر خدا ﷺ ۸، ۹، ۱۰ ستمبر کو غار ثور میں جاگزیں رہے۔ ۷، ۸ ستمبر کی درمیانی شب سفر میں گزری اور ۷ر ستمبر کو دوپہر کے قریب دار الندوہ (یا بالفاظ علامہ عبداللہ العمادی قریش کے "ایوان حکومت" (ترجمہ طبقات ابن سعد جلد ۱ صفحہ ۱۰۵) میں آپ کو شہید کرنے کا رسوائے عالم فیصلہ کیا گیا۔

سراقہ بن مالک کا تعاقب

غار ثور سے روانگی کے بعد بنو مدلج کے امیر و رئیس سراقہ بن مالک کے تعاقب کا واقعہ پیش آیا۔ قریش نے آنحضرتؐ کو پکڑنے کے لئے سو اونٹوں کا انعام مقرر کر دیا تھا۔ سراقہ اسی انعام کے لالچ میں مدینہ کی راہ پر گھوڑا دوڑائے چلا جاتا تھا۔ جب وہ اتفاقاً آنحضرت ﷺ کے قریب پہنچا تو حضرت ممدوح کی بددعا سے اس کے گھوڑے کے چاروں سُم زمین میں دھنس گئے اور وہ گر پڑا۔ اور پھر وہ آنحضرت ﷺ سے پناہ مانگ کر عفو تقصیر کے بعد لوٹ گیا۔

تاریخوں میں مزید لکھا ہے کہ آنحضرتؐ نے نہ صرف اسے امن کی تحریر لکھوا کر دی بلکہ اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: سراقہ تمہارا کیا ہوگا جب تیرے ہاتھوں میں کسریٰ (شہنشاہ ایران) کے کنگن ہوں گے۔ حضورؐ کی یہ پیشگوئی حضرت عمر فاروق خلیفہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بابرکت عہدِ خلافت میں حیرت انگیز طور پر پوری ہوئی۔ جب ایران پر اسلام کا پرچم لہرایا تو سراقہ کو سچ مچ کسریٰ کے کنگن پہنائے گئے۔ ؎

گفتہ اُو گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

ابوجہل اور سراقہ کی مراسلت

سراقہ بن مالک نے کئی روز تک آنحضورؐ سے ملاقات کا یہ ایمان افروز واقعہ لوگوں پر مخفی رکھا لیکن جونہی آنحضرتؐ کے مدینہ منورہ پہنچنے کی قطعی اطلاع ان کو پہنچی انہوں نے اس کا انکشاف کر دیا۔ جب اس بات کے عام چرچے ہونے لگے تو رؤسائے قریش کو یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں لوگوں کی بڑی تعداد "صابی" یعنی مسلمان نہ ہو جائے۔ اس پر ابوجہل نے سراقہ کو حسب ذیل دو شعر لکھ بھیجے۔

بنی مدلج انی اخاف سفیهکم
سراقة مستغوٍ لنصر محمدِ
علیکم به ان لا یفرق جمعکم
فیصبح شتّی بعد عزٍ و مسئود

اے بنی مدلج میں تمہارے احمق سردار سراقہ سے ڈرتا ہوں جو لوگوں کو محمد کی مدد کے لئے برانگیختہ کرنے والا ہے۔ تم پر لازم ہے کہ اپنی جمعیت میں انتشار پیدا نہ کرو۔ ورنہ عزت و سیادت کے بعد تمہارا شیرازہ بکھر جائے گا۔

سراقہ بن مالک نے ان اشعار کا یوں جواب دیا:

اَبَا حَکَمٍ! واللّٰهِ لوکنتَ شَاهدًا
لِاَمْرِ جَوادِی اِذْ تَنسوخ قوَائِمُهٗ
عجبتَ ولَم تشکك بِاَنَّ مُحَمَّدًا
رَسُولٌ وبُرهانٌ فمن ذا یُقَادمُهٗ

اے ابوالحکم! اگر تو میرے گھوڑے کی ٹانگوں کے دھنس جانے کا واقعہ مشاہدہ کر لیتا تو بخدا حیرت زدہ رہ جاتا۔ اور محمد ﷺ کے رسول برحق ہونے میں قطعاً شک نہ کر سکتا۔ آپؐ تو مجسم بُرہان ہیں۔ پس کون ہے جو آپ کے سامنے دم مار سکے۔

(بلوغ الامانی شرح الفتح الربانی ترتیب مسند احمد بن حنبل جلد ۲۰ صفحہ ۲۸۸)

اسی سلسلہ میں مزید لکھا ہے۔

علیك یکف القوم عنه فاننی
اخال لنا یوماً مستبد و معالمه

تجھے چاہئے کہ اپنی قوم کو آپؐ کا مقابلہ کرنے سے روک دے کیونکہ میں خیال کرتا ہوں کہ آنحضرتؐ (کی فتح و ظفر) کے جھنڈے عنقریب لہرانے لگیں گے۔ (ایضا)

قبا میں آمد

آنحضرت ﷺ عسفان، امج، قدید، خرار، جناحہ اور عرج وغیرہ مقامات سے ہوتے ہوئے اور قریباً ڈھائی سو میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد قبا میں جلوہ افروز ہوئے جو مدینہ منورہ سے تین میل پر ایک بالائی آبادی ہے۔ متواتر روایات کے مطابق یہاں حضورؐ کی تشریف آوری ۸ر ربیع الاول سن ایک ہجری مطابق ۲۰ر ستمبر ۶۲۲ء بروز دوشنبہ ہوئی۔

("سیرت خاتم النبیین" از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ۔ طبع جدید۔ صفحہ ۲۶۴، ۲۶۵)

قبا میں انصار کے بہت سے خاندان آباد تھے جن میں سب سے ممتاز حضرت عمرو بن عوف کا خاندان تھا۔ اکثر صحابہؓ جو مظالم قریش سے تنگ ہو کر ہجرت کر آئے تھے انہی کے ہاں مقیم تھے۔ آنحضور ﷺ نے بھی ازراہ شفقت اسی مبارک خاندان کو شرف مہمان نوازی بخشا۔ قبا میں قیام کے دوران کا قابل ذکر واقعہ مسجد قبا کی تعمیر ہے جو اسلام کی پہلی تاریخی مسجد ہے۔ آنحضرت ﷺ نے بنفس نفیس اس کی تعمیر میں سرگرم حصہ لیا اور دوسرے صحابہؓ کے ساتھ پتھر اٹھائے۔

آفتاب رسالت کا طلوع

مؤرخین اور سیرت نگار اکثر و بیشتر اس رائے پر متفق ہیں کہ آنحضرتؐ کا قبا میں عرصہ قیام صرف چار دن تھا مگر صحیح بخاری میں جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے چودہ دن لکھے ہیں۔ حضرت انسؓ بن مالک کی روایت بھی اس کی مؤید ہے۔

(عینی شرح بخاری جلد ۲ صفحہ ۳۵۴۔ وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ جلد اول)

اس حساب کی رو سے افق یثرب پر آفتاب رسالت کا طلوع ۲۲ر ربیع الاول سن ایک ہجری مطابق ۴ر اکتوبر ۶۲۲ء بروز سوموار ہوا۔ اس قدیم شہر کی بنیاد عمالیق نے رکھی اور اس کی تعمیر کا زمانہ ۱۶۰۰ قبل مسیح اور ۲۲۰۰ قبل مسیح کے درمیان ہے۔

(ارض القرآن صفحہ ۹۹ از علامہ سلیمان ندوی)

والہانہ استقبال

آنحضرتؐ کے داخل یثرب ہونے سے اسلام کے جدید اور انقلابی دور کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ مبارک دن مدینہ والوں کے لئے جشن عید سے کہیں بڑھ کر تھا۔ حضور ﷺ کی آمد کا کئی ایام سے نہایت شدت اور بیتابی سے انتظار ہو رہا تھا۔ جونہی آپؐ مدینہ کی سرزمین میں داخل ہوئے، مدینہ کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک خوشی و مسرت کی لہر دوڑ گئی اور پوری آبادی جان و دل فراش راہ کئے استقبال کے لئے اُمڈ آئی۔ قریباً پانچ سو انصاری بزرگوں نے آگے بڑھ کر آپؐ کے مقدس قافلہ کا پرجوش خیر مقدم کیا۔

اس وقت مسلمان خواتین اور بچیاں اپنے گھروں کی چھتوں پر یہ اشعار گا رہی تھیں ؎

طَلَعَ الْبَدْرَ عَلَیْنَا
مِنْ ثَنِیَاتِ الْوَدَاع
وَجَبَ الشُّکْرَ عَلَیْنَا
مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ
اَیُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِیْنَا
جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاع

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
کراچی میں اعلیٰ زیورات خریدنے کے لیے معروف نام
الرحیم جیولرز حیدری
اور
الرحیم جیولرز حیدری
اور اب
الرحیم
سیون سٹار جیولرز
مین کلفٹن روڈ
مہران شاپنگ سینٹر
کہکشاں بلاک نمبر 8
کلفٹن کراچی
فون 5874164 - 664-0231

یعنی چودھویں کا چاند وداع کے موڑ پر چڑھا ہے اور جب تک خدا کی طرف سے دنیا میں کوئی منادی موجود رہے ہم پر اس کے احسان کا شکر واجب ہے۔ اے وہ جس کو خدا نے ہم پر مبعوث فرمایا ہے تو وہ امر لے کے آیا ہے جس کی پوری اطاعت کی جائے گی۔

پورا مدینہ اس پیارے نغمہ سے گونج اٹھا۔ اس دن مسلمان بچوں کی خوشیوں کا بھی کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ وہ گلی کوچوں میں "جاءَ مُحَمَّد" اور "جاءَ رسُولُ اللّٰه" کے نعرے بلند کر رہے تھے۔ سیدنا بلال کے ہم وطن افریقن غلام بھی اس مقدس تقریب کی مسرتوں میں برابر شامل تھے اور اپنی محبت و عقیدت کے اظہار کے لئے تلوار کے کرتب دکھاتے پھر رہے تھے۔ انصار مدینہ حضورؐ کا پرانوار اور حسین و جمیل اور مبارک چہرہ دیکھ دیکھ کر باغ باغ ہوئے جاتے تھے۔ انہوں نے خدا کا عملی شکر بجا لانے کے لئے اونٹوں اور گائیوں کی قربانیاں دیں۔

(الفتح الربانی جلد ۲۰ ترتیب مسند احمد بن حنبل)

جب حضور شہر کے اندر داخل ہوئے تو ہر شخص کی دلی تمنا تھی کہ حضورؐ اس کے پاس قیام فرمائیں۔ حضور کی اونٹنی قصوا بنی نجار کے محلہ میں پہنچی۔ اس جگہ بنو نجار کے قدوسی ہتھیاروں سے سجے ہوئے قطار در قطار آپ کے استقبال کے لئے کھڑے تھے اور ان میں سے ہر ایک خواہشمند تھا کہ کاش اس کو حضورؐ کی میزبانی کا اعزاز نصیب ہو جائے۔ یہ ذوق و شوق اب ایسے نقطۂ عروج پر پہنچ گیا کہ بعض عشاق رسول فرط عقیدت اور جوش محبت میں آپؐ کی اونٹنی کی باگوں کو پکڑ لیتے تھے اور التجا کرتے کہ آقا ہمارے گھر حاضر ہیں۔ حضورؐ ان کے اخلاص کو دیکھتے اور "بارکَ اللّٰهُ فِیکُم" کے دعائیہ کلمات سے ان کا شکریہ ادا کرتے۔ نیز فرماتے "میری اونٹنی کو چھوڑ دو"، یہ اس وقت مامور ہے۔ رفتہ رفتہ اونٹنی آگے بڑھی اور تھوڑی دیر میں خراماں خراماں چلتے ہوئے جب اس جگہ میں پہنچی جہاں بعد میں مسجد نبوی اور حضورؐ کے حجرے تعمیر ہوئے تو وہاں بیٹھ گئی۔ پھر فوراً اٹھی اور آگے کی طرف چلنے لگی۔ مگر چند قدم جا کر پھر لوٹ آئی اور دوبارہ اسی جگہ پر بیٹھ گئی جہاں پہلے بیٹھی تھی۔ اس وقت حضورؐ نے فرمایا:

"هٰذا اِنشَاءَ اللّٰهُ الْمَنزِل"

یعنی معلوم ہوتا ہے کہ خدائی مشیت کے مطابق یہی ہماری منزل ہے۔

اور پھر دعا کرتے ہوئے اونٹنی سے نیچے اتر آئے اور یثرب کو اپنے مبارک قدموں سے برکت بخشی۔ (وفاء الوفاء صفحہ ۱۸۳، ۱۸۷) اور یہ مقدس شہر مدینۃ النبیؐ کے نام سے موسوم ہونے لگا۔

خادم الرسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان خوش نصیبوں میں سے تھے جنہوں نے اس دن خدا کے رسول، نبیوں کے سرتاج اور رسولوں کے فخر محمد مصطفیٰ ﷺ کا شاندار استقبال کیا تھا۔ آپ اس یادگار دن کے پرکیف اور روح پرور نظارے کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں کہ:

"فَمَا رَاَیْتُ یَوْمًا قَطُّ اَنْوَرَ وَ اَحْسَنَ مِنْ یَوْمٍ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ وَ اَبُوْبَکْرِ الْمَدِیْنَةَ"۔

(الفتح الربانی جلد ۲۰)

میں نے اپنی زندگی میں اس دن سے زیادہ نورانی اور حسین دن نہیں دیکھا جس دن آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مدینہ میں قدم مبارک رکھے۔

پھر فرماتے ہیں:

"لَمَّا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَکَّةَ اَظْلَمَ مِنْهَا کُلُّ شَیْئٍ فَلَمَّا دَخَلَ الْمَدِیْنَةَ اَضَآءَ مِنْهَا کُلُّ شَیْئٍ"۔ (وفا الوفاء صفحہ ۱۸۷)

"وَاللّٰهِ لَقَدْ اَضَآءَ مِنْهَا کُلُّ شَیْئٍ"۔ (ایضاً)

یعنی جس وقت حضرت رسول اللہ ﷺ مکہ سے نکلے تو ہر چیز تاریک ہو گئی۔ مگر جب آپ داخل مدینہ ہوئے تو خدا کی قسم ہر چیز نور سے جگمگا اٹھی"۔ اور یہ قدیم نوشتہ پورا ہوا کہ:

"جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا۔ یہ خداوند کی طرف سے اور ہماری نظر میں عجیب ہے"۔ (متی ۲۱:۴۲)

وصَلِّ اللّٰه عَلَیْكَ یا رَسُوْلَ اللّٰه۔

ہر وہ شادی جس میں قول سدید سے کام لیا جائے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب ہوتی ہے۔ اور جہاں چیزیں چھپائی جائیں اور مخفی رکھی جائیں وہاں شادیاں بالآخر ناکامی پر منتج ہوا کرتی ہیں۔

(خطبہ نکاح فرمودہ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

(لندن یکم مئی ۲۰۰۰ء): سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن میں بعد نماز عصر پانچ نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ حضور انور نے مسنون آیات کی تلاوت کے بعد مختصر خطبہ نکاح بھی ارشاد فرمایا جس میں فریقین کو قیمتی نصائح فرمائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ جن آیات کریمہ کی مَیں نے تلاوت کی ہے، حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نکاح کے موقع پر اُن کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ یہ مختلف آیات کا حیرت انگیز اجتماع ہے جن میں ابتدائے آفرینش کا بھی ذکر ہے کہ انسان کو ایک ہی جان سے اس طرح پیدا کیا گیا کہ نر و مادہ کی تمیز نہیں تھی اور پھر اُسی سے اللہ تعالیٰ نے جوڑے بنائے اور دنیا میں پھیلا دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا خوف دلاتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ وہ تم سب پر نگران ہے۔ اس لئے دونوں فریقوں کو جنہیں رشتوں میں باندھا جا رہا ہے انہیں اُس کا لحاظ رکھنا چاہئے۔

پھر دوسری آیت کریمہ میں نکاح کی کامیابی کا مرکزی نکتہ یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ قول سدید سے کام لو۔ ہر وہ شادی جس میں قول سدید سے کام لیا جائے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب ہوتی ہے۔ اور جہاں چیزیں چھپائی جائیں اور مخفی رکھی جائیں وہاں شادیاں بالآخر ناکامی پر منتج ہوا کرتی ہیں۔

اور اس کیلئے اللہ کا تقویٰ بہت ضروری ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ اگر تم میں کچھ کمزوریاں بھی ہیں اور تم نے قول سدید سے کام لیتے ہوئے اُن کو ظاہر کر دیا تو یقین رکھو کہ اللہ اُن کمزوریوں کو دور بھی کر سکتا ہے اور پھر تمہارے گزشتہ گناہوں کو معاف بھی کر سکتا ہے۔ اور یاد رکھو کہ جو بھی اللہ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی متابعت کرے گا اُس کو بہت بڑے بڑے درجات عطا کئے جائیں گے۔

اگلی آیت میں خبردار کیا گیا ہے کہ یہ نہ سمجھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو وہ یہیں ختم ہو جائے گا بلکہ آئندہ نسلوں میں تمہارے اعمال جاری رہیں گے اور خبردار رہو کہ ان اعمال کے بدنتیجے بھی نکل سکتے ہیں جو قیامت تک ظاہر ہوتے چلے جائیں گے اور اچھے نتیجے بھی نکل سکتے ہیں جو قیامت تک ظاہر ہوتے چلے جائیں گے۔ حضور انور نے فرمایا کہ ان آیات کا ایسا کامل اجتماع ہے کہ جس کی ادنیٰ مثال بھی کسی دوسرے مذہب میں نہیں ملتی۔ ان میں تقویٰ کا چار دفعہ ذکر ہے۔ گویا چار گیٹ (Gate) لگائے گئے ہیں کہ اگر کوئی بارات ان میں سے گزرے گی تو کبھی ناکامی کا منہ نہیں دیکھے گی۔

پھر حضور انور نے مکرمہ امۃ القدوس ایاز صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب (امیر جماعت احمدیہ یوکے) کے نکاح کا اعلان کرنے سے پہلے فرمایا کہ عام طور پر تو میرا یہی دستور ہے کہ واقف زندگی کی بیٹی ہو یا خود واقف زندگی ہو تو اُس کا مَیں اعلان کیا کرتا ہوں لیکن یہ بچی ایک خاص خوبی کی وجہ سے مجھے پسند ہے جس کی وجہ سے مَیں نے فیصلہ کیا تھا کہ جب بھی اللہ تعالیٰ نکاح کی توفیق عطا فرمائے گا مَیں خود یہ نکاح پڑھاؤں گا۔ سب سے بڑی خوبی اس بچی کی اللہ تعالیٰ سے محبت ہے۔ ہر دوسری محبت اُس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ اور ہمیشہ مجھ سے یہی دعا کی درخواست کی کہ میری شادی ایسی جگہ ہو جو اللہ کی محبت میں میرا ساتھ نبھائے۔ اگرچہ وہ دوسری خوبیوں سے بھی پُر ہے مگر یہ وہ مرکزی وجہ ہے کہ مَیں اس کے نکاح کا اعلان کر رہا ہوں۔ ان کے ابا کو اپنی بیٹی کے لئے جو رشتہ پسند آیا ہے وہ صباح الدین صاحب شمس کا رشتہ ہے جو حضرت مولوی جلال الدین صاحب شمسؓ کی اولاد میں سے ہیں۔ اس لئے اُن کا اپنا ایک خاندانی مقام ہے جو تقویٰ پر ہی مبنی ہے۔

☆...... پھر حضور انور نے مکرمہ امۃ القدوس ایاز صاحبہ ابن مکرم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب کے نکاح کا اعلان مکرم صباح الدین شمس صاحب ابن مکرم ڈاکٹر صلاح الدین شمس صاحب کے ساتھ مبلغ ۵۱ ہزار امریکن ڈالر حق مہر پر کیا۔

☆...... حضور انور نے دوسرا نکاح مکرمہ صائمہ سید شاہ صاحبہ بنت مکرم سید نصیر احمد شاہ صاحب آف ایڈمنٹن (کینیڈا) کا مکرم سید احمد نعمان صاحب ابن مکرم سید عبدالحیٔ شاہ صاحب (ناظر اشاعت صدر انجمن احمدیہ ربوہ) کے ہمراہ مبلغ پندرہ ہزار ڈالر حق مہر پر پڑھایا۔ اس نکاح میں لڑکی کی طرف سے وکالت کے فرائض مکرم سید نصیر احمد شاہ صاحب (آف لندن) اور لڑکے کی طرف سے وکالت کے فرائض مکرم سید احمد یحییٰ صاحب نے انجام دیئے۔

باقاعدہ نکاح کے اعلان سے قبل حضور انور نے فرمایا کہ یہ بچی میری عزیزہ ہے لیکن اس نے سب کچھ مجھ پر چھوڑ دیا تھا اور جو لڑکا مجھے پسند آیا وہ سید عبدالحیٔ شاہ صاحب کا بیٹا ہے اور انہوں نے بھی کچھ نہیں پوچھا، نہ تصویر دیکھی اور کہا کہ جو رشتہ آپ نے تجویز کیا ہے وہ ہمیں بھی منظور ہے۔

☆...... حضور انور نے فرمایا کہ اگلے دو نکاح ایک مخلص واقف زندگی کے بیٹوں کے نکاح ہیں۔ پہلا نکاح مکرمہ نمود سحر صاحبہ بنت مکرم مبارک احمد بٹ صاحب کینیڈا کا مکرم زبیر اکمل صاحب ابن مکرم عبدالحکیم اکمل صاحب کے ہمراہ مبلغ سات ہزار ڈچ گلڈر حق مہر پر طے پایا۔ لڑکی کی طرف سے وکیل کے فرائض مکرم شعیب اکمل صاحب نے سرانجام دیئے۔

☆...... دوسرا نکاح مکرمہ فادیہ بلوچ صاحبہ بنت مکرم جی۔ایچ۔ قمر بلوچ صاحب کا مکرم داؤد اکمل صاحب ابن مکرم عبدالحکیم اکمل صاحب کے ہمراہ مبلغ سات ہزار ڈچ گلڈر حق مہر پر طے پایا۔ لڑکی کی طرف سے وکالت کے فرائض مکرم عبدالسلام میاں صاحب نے سرانجام دیئے۔

☆...... پھر حضور انور نے مکرمہ ثوبیہ احمد صاحبہ بنت مکرم بشیر احمد صاحب آف آخن (جرمنی) کے نکاح کا اعلان مکرم عامر محمود فاروق صاحب ابن مکرم چودھری ذوالفقار علی صاحب کے ساتھ کیا جو مبلغ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس نکاح کی خصوصیت یہ ہے کہ دلہن کے ولی ہمارے فضل ڈوگر صاحب کے عزیز ہیں، جو بظاہر وقف نہیں لیکن دن رات وقف میں ہیں اور سوائے مہمانوں کی خدمت کرنے کے اُنکی کوئی مصروفیت نہیں۔

خطبہ نکاح کے آخر پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نکاحوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔

(رپورٹ: اطہر ملک)

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دُنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں۔ رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

محترم صاحبزادہ غلام قادر شہید

ماہنامہ ''خالد'' ستمبر ۹۹ء کی زینت ایک مضمون میں مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ قادر فٹ بال کا بہت اچھا کھلاڑی تھا۔ ایبٹ آباد پبلک سکول کا کپتان بھی رہ چکا تھا۔ اس کے کھیل کی خصوصیت پینلٹی کِک تھی۔ کرکٹ کا بھی شوقین تھا۔ جب امریکہ سے آیا تو اُن دنوں ہمارے ربوہ میں رہنے والے رشتہ دار اور لاہور میں رہنے والے رشتہ داروں کے درمیان ایک کرکٹ میچ ہو رہا تھا۔ قادر کو اُس کے ایک کزن نے کہا کہ تم لاہور کی طرف سے کھیلو۔ اُس نے انکار کردیا اور کہا کہ مَیں ربوہ کے خلاف ہرگز نہیں کھیلوں گا۔

قادر اپنی زمینوں کے پودے ہمیشہ گلشن احمد نرسری سے خریدتا تھا۔ ایک دفعہ ایک شخص نے شرقپور سے امرود کے پودے لانے کا مشورہ دیا تو قادر نے صاف انکار کردیا۔

ایک بار جب خدام الاحمدیہ کا انتخاب صدارت تھا تو میرے ذہن کے کسی گوشے میں بھی قادر کا نام نہیں تھا۔ لیکن حضور انور ایدہ اللہ کی نصیحت ذہن میں تھی کہ ووٹ دینے سے پہلے دعا کرلیا کرو کہ اللہ تعالیٰ صحیح انتخاب کی توفیق دے۔ مَیں نے دعا کی اور جن تین ناموں کے لئے مَیں نے ہاتھ کھڑا کیا اُن میں قادر کا نام بھی شامل تھا جو اُس کا نام آنے پر خود ہی اٹھ گیا۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۲۰؍اگست ۹۹ء میں محترم صاحبزادہ غلام قادر شہید کی والدہ محترمہ صاحبزادی قدسیہ بیگم صاحبہ کا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ آپ تحریر فرماتی ہیں کہ کسی وقت اُس کی یاد محو نہیں ہوتی۔ مَیں رات کو کروٹ کروٹ اُس کو یاد کرتی ہوں تو مجھے اُس کی بیوی کا خیال آتا ہے۔ اُس کا غم مجھ سے بھی زیادہ ہے حالانکہ میرے اپنے غم کا کوئی کنارہ نہیں۔

۱۴؍اپریل کو یہ کہہ کر گیا کہ ساڑھے دس بجے تک آجاؤں گا۔ نو بجے چنیوٹ ہسپتال سے فون آگیا کہ آپ کا بیٹا شدید زخمی ہے اور حالت نازک ہے۔ پتہ نہیں کیسے کار منگوائی اور چنیوٹ روانہ ہوئے۔ لگتا تھا چنیوٹ ہزاروں میل دور ہے۔......

صوفی غلام محمد صاحب نے اس کے شادی کے استخاروں میں ایک استخارہ لکھا تھا کہ مَیں نے آخری سپارہ کی کچھ آیات پڑھی ہیں۔ خواب میں تعبیراً اُس کا مطلب ہے کہ عمر طویل ہوگی، ہر دلعزیز ہوگا، اونچی شان ہوگی اور شہرت پائیگا۔ مجھے اُن کی خواب یاد آتی بھی اور تسلی ہوتی تھی مگر کیا پتہ تھا کہ یہ طویل عمری اُس کی قربانی ہے۔ اس سے طویل کس کی عمر ہوگی؟۔ خوابوں کی تعبیریں بھی خواب پوری ہونے کے بعد پتہ لگتی ہیں۔

چنیوٹ ہسپتال پہنچے تو چند منٹ بعد (ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا) مبشر (احمد صاحب) نے کہا کہ آپ لوگ واپس جائیں، ہم بعد میں آتے ہیں۔ مَیں سمجھ گئی مگر مبشر کے منہ سے یہ الفاظ سننے کی ہمت نہیں تھی، نہ مبشر کو کہنے کی ہمت تھی۔ دل ماننے کو تیار نہیں تھا مگر حقیقت حقیقت ہی تھی۔ مَیں نے کہا: خدا! جب تک اُس میں جان تھی، مَیں مچھلی کی طرح تڑپی ہوں۔ اب تیرا حکم نازل ہوچکا ہے۔ اب مَیں صبر کروں گی۔ مَیں روئی دھوئی نہیں، کار میں آکر بیٹھ گئی، خشک آنکھوں سے گھر میں داخل ہوئی اور نوکروں کو منع کیا کہ کوئی آواز نہ نکالے۔

حضرت صاحب کا فون آیا۔ مَیں نے کہا میرا ہیرا بیٹا چلا گیا۔ آپ نے فرمایا: وہ تمہارا ہی نہیں، میرا بھی ہیرا بیٹا تھا۔

بعض فطرتی چیزیں بچپن میں ہی ظاہر ہو جاتی ہیں۔ قادر چار سال کا تھا۔ از حد تتلا تھا۔ اس کی بہن سال بھر بڑی تھی۔ اُس نے کوئی چیز قادر کو دے کر واپس لے لی۔ قادر میرے پاس آیا، چہرے پر صدمہ اور حیرت بھی تھی۔ کہا: ''امی! شمیں تو تتریباً تمینی ہے''۔ (امی! سیمیں تو تقریباً کمینی ہے)۔ اتنے چھوٹے بچے کو یہ بات بری لگی تھی کہ کچھ دے کر واپس لیا جائے۔ مَیں اب اس کی چھوٹی چھوٹی باتوں کو یاد کرتی ہوں، وہ واقعی بچپن سے ہی ایک خداپرست تھا۔ اُسے کسی بہن بھائی سے مقابلہ نہیں ہوا۔ کس سے زیادہ محبت کی جاتی ہے، کس کو زیادہ دیا لیا جاتا ہے۔

قادر کا بڑا بیٹا سات سال کا ہے۔ کہتا دادی! یہ کیسے ہوتا ہے کہ جوان شہید ہو جاتے ہیں، بڑے نہیں ہوتے؟۔ مَیں نے کہا: مَیں سمجھی نہیں تمہارا کیا مطلب ہے؟۔ کہتا ''جس طرح بابا شہید ہوگئے، آپ نہیں ہوئیں''۔ مَیں نے کہا: بیٹے اگر خدا چوائس دیتا تو مَیں ایک دفعہ نہیں، بابا کے بدلے سو دفعہ شہید ہو جاتی۔ مگر خدا کی یہ مرضی تھی کہ بابا کو یہ رتبہ ملے۔

قادر نے اتنی شاندار کامیابیاں حاصل کیں لیکن کبھی سبز باغ نہیں دکھائے۔ اُسے ہمیشہ سب کچھ خاموشی سے کرنے کی عادت تھی۔ ۱۹۸۳ء میں جب اُس کا پہلا رشتہ اپنی خالہ کی بیٹی سے کیا تو ایک دن آکر کہا کہ مَیں نے آپ سے ایک بات کرنی ہے، کسی سے ذکر نہ کریں کہ لڑکی کو میرے مستقبل کا پتہ ہونا چاہئے کہ مَیں نے زندگی وقف کرنی ہے۔ مجھے امید نہیں تھی کہ یہ وقف کرے گا۔ مَیں تو اسی وقت اٹھی اور سجدے میں گر گئی۔ مجھے لگا آج میری دعاؤں کا ثمر مجھے مل گیا ہے۔......اس رشتہ سے انکار ہوگیا تو مجھے سخت صدمہ ہوا۔ اس پر قادر نے مجھے جو خط لکھا اُسے دیکھ کر مجھے لگا کہ کسی بزرگ نے خط لکھا ہے۔ اُس نے لکھا: ''آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ آخر آپ کو میری بہتری کی ہی فکر ہے نا۔ جو کچھ ہوگیا اور جو کچھ ہونا ہے، اُس میں بھی تو میری بہتری ہی ہوسکتی ہے۔ اور پھر جو چیز جتنی بڑی ہو، اُس کے لئے قربانی بھی اتنی بڑی ہی دینی پڑتی ہے۔...... پھر ہمارے وقف کی خواہش تو آپ کو ہماری پیدائش سے بھی پہلے کی ہے جبکہ رشتہ کی خواہش تو چند سال پرانی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دیرینہ اور زیادہ اہم خواہش پوری کردی تو میرا خیال ہے، اُس کا بھی یہ حق ہے کہ دوسری خواہش کو بھول جایا جائے۔ کیا آپ اس بات پر زیادہ خوش ہوتیں کہ مَیں وقف نہ کرتا مگر میرا رشتہ ہو جاتا۔ اگر نہیں تو پھر میرے خیال میں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ شکر کا مقام ہے۔...... جہاں تک دوسرے رشتہ کا تعلق ہے تو مَیں آپ کی مرضی کے خلاف نہیں کروں گا۔ آپ کہیں گی تو اپنے خیالات بدل بھی لوں گا۔ یہ نہ سمجھیں کہ اگر پہلی دفعہ ایک حد تک مَیں نے آپ کی خواہش کا احترام کیا تو دوسری دفعہ آپ کو اپنی خواہش کے احترام کے لئے مجبور کروں گا۔ ہمارے میں کوئی برابری کا تعلق تھوڑا ہے۔ دعاؤں میں یاد رکھیں۔ وقف کے لئے زیادہ، رشتہ کے لئے کم......''۔

اسی طرح ایک اَور خط لکھا ''لاہور آنے سے پہلے مَیں بڑی امی (حضرت سیدہ نواب امۃالحفیظ بیگم صاحبہؓ) سے ملنے گیا تھا۔ کہہ رہی تھیں میری اَور بھی بیٹیاں ہیں۔ مَیں چپ کر کے بیٹھا رہا۔ ہمیشہ اس بات سے ڈرتا تھا کہ بڑی امی اپنی کسی خواہش کا اظہار نہ کردیں۔ میرے لئے تو اُن کی حیثیت حضرت مسیح موعودؑ کی بیٹی کی ہے۔ اُن کی خواہش کو ردّ کرتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے۔ مَیں ساری عمر یہ احساس لئے نہیں گزار سکتا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بیٹی نے اپنی آخری عمر میں مجھ سے کوئی خواہش کی اور مَیں اُسے پورا نہیں کرسکا''۔ یہ خط اکیس بائیس سال کی عمر میں لکھا۔ اتنی کم عمری میں بھی اُس کے خیالات ٹھوس حقیقتوں پر مبنی تھے۔

مَیں کلمۂ خیر کی بے حد قائل ہوں۔ اگر کوئی برا کلمہ مذاق سے بھی منہ سے نکالے تو مجھے غصہ آجاتا ہے۔ زندگی میں کئی ذاتی تجربے بھی ہیں کہ سنجیدگی سے دعا نہیں کی مگر منہ سے نکلی ہوئی بات پوری ہوگئی۔ سوچتی ہوں کہ قادر نے میری کئی دعاؤں کو جذب کیا ہے جیسے سیاہی چوس سیاہی کو جذب کرلیتا ہے۔ قادر کا بڑا بیٹا پانچ سال کا ہوگیا تھا۔ ایک دن ہم سب بیٹھے تھے کہ قادر نے کہا: امی! نِچھو کے بچہ ہونے والا ہے۔ مَیں بے حد خوش ہوئی اور بے اختیار میرے منہ سے نکلا: یااللہ! دو ہو جائیں۔ خدا نے منہ کی بات پوری کردی۔ آج وہ جڑواں بھاگے دوڑے پھرتے ہیں۔

اسی طرح ہم انجمن کے مکان میں رہتے تے۔ مَیں چلتے پھرتے یہ پڑھتی تھی

مرا بیٹا جواں ہوگا
خدا کا اک نشاں ہوگا
بڑھے پھولے گا گلشن میں
وہ اس کا پاسباں ہوگا

کسی خاص بیٹے کے لئے نہیں، بس بیٹوں کے لئے دعا کرتی رہتی تھی۔ مگر یہ دعا بھی قادر نے جذب کی۔ جوان ہوا، خدا کا نشان بھی ہوا اور حضرت مسیح موعودؑ کے الہام کا مصداق ٹھہرا۔ گلشن میں بڑھا پھولا اور گلشن کی پاسبانی کرتے ہوئے جان دی کہ یہی حقِ پاسبانی تھا۔

جب ایف، ایس، سی میں ٹاپ کیا تو اُس سے پہلے مَیں نے اُسے لکھا کہ مَیں دعا کرتی ہوں کہ تم اپنے بہن بھائی دونوں کو beat کرو (کیونکہ انہوں نے بھی پوزیشنیں لی تھیں)۔ وہ دعا بھی اس نے جذب کی اور بورڈ میں ٹاپ کیا۔

بعض دفعہ مَیں سوچتی تھی اور ندامت محسوس کرتی تھی کہ مجھے قادر کے وقف پر اتنا فخر کیوں ہے؟ اتنے واقف زندگی خدا کے فضل سے ہیں۔ دراصل دعائیں کی تھیں۔ شدید خواہش تھی۔ ابھی بیٹے پیدا بھی نہیں ہوئے تھے کہ دعائیں شروع کردی تھیں۔ دعا کی قبولیت کا احساس تھا۔ لگتا تھا ایک نعمت مجھے مل گئی ہے۔ مجھے بہت اہمیت تھی۔

وہ میرے گھر کا چودھویں کا چاند تھا جو چودہ شہادت کو شہید ہوگیا۔ نظر دوڑاؤں تو کوئی کمی نہ تھی۔ خدا پورے عروج پر اپنے پاس بلانا چاہتا تھا۔ سو بلالیا۔ راضی ہیں ہم اسی میں......

جب تنہائی میں بیقراری میں آنسو بہتے ہیں اور خود پر اختیار نہیں رہتا تو لگتا ہے قادر پاس کھڑا اپنی تتلی زبان میں کہہ رہا ہے: ''امی تو تتریباً تمینی ہیں''۔ خود دعائیں کی، پیدا ہونے سے پہلے ہی خدا کو دے دیا۔ خدا سے سرفروشی، جان نثاری مانگی، اب رو رہی ہیں۔..... بچے! مَیں ''تمینی'' نہیں۔ قدسیہ تو اسی طرح چٹان کی طرح کھڑی ہے اور شکر کر رہی ہے کہ خدا نے ہمیں یہ سعادت بخشی۔ مگر بچے یہ مامتا بہت بری بلا ہے، یہ آنسو ضبط نہیں کرسکتی۔

قادر کے وقف کی اتنی خوشی تھی۔ قادر کے بعد مجھے لگا میری جھولی اس نعمت سے خالی ہوگئی ہے۔ مگر نہیں۔ میری جھولی میں خدا کے فضل سے پانچ آگئے ہیں اور مجھے کامل امید ہے کہ یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کے وارث پیدا ہوتے رہیں گے۔

کچھ عرصہ ہوا قادر نے حضرت مسیح موعودؑ کو خواب میں دکھا۔ آپؑ نے قادر سے پوچھا: تم کس کے بیٹے ہو؟۔ اِس نے بتایا کہ مَیں قدسیہ کا بیٹا ہوں۔ مَیں نے خواب سنی تو قادر سے کہا کہ تم نے میرا نام اس لئے لیا ہے کہ مَیں نے تمہارے وقف

اور خادم دین ہونے کے لئے بے حد دعائیں کی ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کے لئے تو خادم دین کی اہمیت ہے۔ آپؑ نے اپنی نسل کے لئے دعائیں بھی خادم دین ہونے کی مانگی ہیں۔

مَیں تو اُس دن سے تمام شہداء کے بچوں کے لئے قادر کے بچوں کے ساتھ دعا مانگتی ہوں۔ ہمارا یہ غم بچے بھولنے نہیں دیتے۔ جڑواں میں سے ایک بچہ تو باپ کو اتنا یاد کرتا ہے کہ ہم خود ضبط نہیں کرسکتے۔ تصویریں لان میں لے جاتا ہے کہ بابا کو سیر کروا رہا ہوں، تصویریں لے کر ٹہلتا ہے۔

مَیں نے اپنے بیٹے کو جزاک اللہ، جزاک اللہ کہہ کر رخصت کیا۔ مَیں نے سوچا کہ مجھے اپنے باپ (حضرت نواب عبداللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ) کو بھی جزاک اللہ کہنا چاہیے جنہوں نے مجھے نیک نسل چلانے کا احساس دلایا۔ جب بھی مجھے تہجد پڑھنے کی توفیق ملی، اباجان کی دردناک آوازیں کانوں میں گونجتی ہیں۔ ربّنا ھَبْ لَنَا ...... آج پچاس سال سے زیادہ گزر چکے ہیں مگر یہ آوازیں روز اول کی طرح کانوں میں آتی ہیں۔ گرمیوں میں صحن میں چارپائیاں ہوتی تھیں۔ بڑا سا چوکا صحن میں نمازوں اور کھانے کیلئے بچھا ہوتا تھا جہاں اباجان نماز تہجد پڑھتے تھے اور میری آنکھ دعاؤں کی آواز سے کھلتی تھی اور خاموشی میں عجیب اثر ان دعاؤں کا ہوتا تھا۔ اُنہیں حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد سے بے حد محبت تھی اور خواہش تھی کہ بیٹیوں کی شادیاں پوتوں سے ہوں تاکہ دوہرا خون اگلی نسل میں شامل ہو۔ اُن کو حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں پر کامل یقین تھا، خود بھی دعائیں کرتے اور اولاد کو بھی تلقین کرتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بزرگوں کی دعاؤں کا وارث بنائے۔

...... ❁ ...... ❁ ...... ❁

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۳۰/اکتوبر ۹۹ء کی زینت مکرم سلیم شاہجہانپوری صاحب کی ایک نظم کے چند اشعار ہدیہ قارئین ہیں:

ہیں مجھ پہ میرے خدا کی عنایتیں کیسی
برس رہی ہیں فلک سے یہ رحمتیں کیسی
ملی ہیں اہلِ حسد سے اذیتیں کیسی
مگر ہے شکر کا موقع، شکایتیں کیسی
کسی سے حالِ دلِ زار کہہ نہیں سکتا
مریضِ عشق پہ عائد ہیں قدغنیں کیسی
یہ پیاس حق میں تمہارے بنے گی آبِ حیات
ملی ہیں تشنہ لبوں کو بشارتیں کیسی

...... ❁ ...... ❁ ...... ❁

کاؤنٹ لیو ٹالسٹائے

ٹالسٹائے روس کا عظیم مصنف اور دنیا کے مشہور انشاپردازوں میں سے ایک ہے۔ اُس نے نوّے (۹۰) سے زائد کتب لکھیں جن کا شمار دنیا کے بہترین شاہکاروں میں ہوتا ہے۔ اُس کے بارہ میں ایک تفصیلی مضمون روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۳ و ۱۵/ستمبر ۹۹ء میں مکرم نعیم طاہر سون صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

لیو ۲۸/اگست ۱۸۲۸ء کو کاؤنٹ نکولس ٹالسٹائے کے ہاں پیدا ہوا۔ چونکہ روس میں خاندانی خطاب وراثت میں ملتے ہیں اس لئے لیو بچپن سے ہی کاؤنٹ لیو ٹالسٹائے کہلایا۔ اس کی والدہ میریا وولکنسکایا ایک امیر شہزادی تھی۔ لیو کا خاندان اپنی شرافت، شوکت اور علمی وادبی خدمات کیلئے بھی مشہور تھا۔

لیو کی عمر صرف دو سال تھی جب اُس کی والدہ فوت ہوگئیں اور نو سال کا ہوا تو والد بھی چل بسے۔ پھر اُس کی پرورش اُس کی چچی تانیانہ نے کی جو ایک مہربان خاتون تھی۔ لیو جوشیلی طبیعت کا مالک اور خود پسند لڑکا تھا جو تقلید کا سخت مخالف تھا۔ اُسے رحم اور ظلم، دونوں سے رلایا جاسکتا تھا۔ بچپن میں وہ ایک بدیسی استاد سے تعلیم حاصل کرتا رہا۔ سکول میں اس نے فرانسیسی زبان میں اعزاز حاصل کیا اور جرمن، عربی، ترکی اور تاتار زبانوں میں اچھے نمبر حاصل کئے۔ انگریزی، روسی ادب، لاطینی، ریاضی، منطق میں وہ کوئی درجہ حاصل نہ کرسکا جبکہ تاریخ اور جغرافیہ میں فیل ہوگیا۔ ۱۶/سال کی عمر میں کازان یونیورسٹی میں داخل ہوا اور کچھ عرصہ بعد تعلیم ادھوری چھوڑ کر اپنی جائیداد کی دیکھ بھال کا بہانہ کرکے گھر چلا آیا۔ ۱۸۴۹ء میں اُس نے کسانوں کی تعلیم کے لئے ایک سکول قائم کیا جو کسانوں کی عدم دلچسپی کے باعث بند ہوگیا۔ اس پر اُسے اتنا صدمہ پہنچا کہ وہ ماسکو چھوڑ کر سینٹ پیٹرزبرگ منتقل ہوگیا اور وہاں ۱۸۵۱ء میں ملازمت اختیار کرلی۔ اسی دوران اُس نے اپنی آپ بیتی کی پہلی جلد مکمل کی۔

۱۸۵۴ء میں وہ فوج میں شامل ہوا اور اپنے تجربات کو ناول "جنگ اور امن" کی شکل میں پیش کیا۔ جلد ہی فوج کی ملازمت چھوڑ کر وہ کئی برس ماسکو میں رہا اور ادیبوں سے مراسم قائم کئے۔ ۵۷ء میں وہ یورپ آیا اور جدید تہذیب سے آشنا ہوا۔ ۶۲ء میں واپس روس جاکر اُس نے سونیا نامی ایک لڑکی سے شادی کرلی جو اُس سے سولہ برس چھوٹی تھی۔ یہ شادی کامیاب نہ ہوئی تاہم وہ کافی عرصہ اکٹھے رہے۔ ۶۹ء میں اُس نے مفکر شوپنہار کی کتب کا مطالعہ شروع کیا جس کے نتیجہ میں وہ خود بھی قنوطی مفکر بن گیا اور مرنے کی خواہش کرنے لگا۔ ٹالسٹائے کے زندگی کے بارہ میں اپنے نظریات تھے۔ ٹالسٹائے کی طبیعت میں متلون مزاجی اور انانیت کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔

ٹالسٹائے کے دَور میں روس کا سرکاری مذہب عیسائیت تھا۔ ایک عیسائی گھرانے میں پیدا ہونے کی وجہ سے وہ بھی عیسائی مذہب کا پیروکار تھا لیکن جلد ہی وہ عیسائیت کے عقائد سے بیزار ہوکر دین فطرت کی تلاش میں گامزن ہوا۔ وہ کہتا ہے کہ "جب مَیں سولہ برس کا تھا...... جو کچھ مجھے بچپن میں پڑھایا گیا تھا اُس پر مجھے کوئی اعتبار نہ تھا، کسی چیز سے مجھے ارادت و عقیدت ضرور تھی مگر مَیں کہہ نہیں سکتا تھا کہ وہ کیا چیز تھی۔ مَیں خدا کو مانتا تھا مگر نہیں کہہ سکتا تھا کہ خدا کون تھا۔ آج مَیں دیکھتا ہوں کہ میرا یقین کامل ہی میرے ارتقاء کا سبب تھا۔ ...... مَیں خدا کی نگاہوں کی بجائے دوسرے لوگوں کی نظروں میں بلند وارفع ہونے کا آرزومند تھا"۔

ایک جگہ وہ لکھتا ہے کہ "مجھے ایک حیرت انگیز خیال سوجھا ہے جس کی تکمیل کے لئے مَیں اپنی تمام زندگی وقف کرسکتا ہوں اور وہ خیال ہے ایک ایسے مذہب کی تشکیل جو مستقبل کی مسرت کا وعدہ نہ کرے بلکہ اسی روئے زمین پر کیف وانبساط کی راہیں کھول دے...... مذہب کے وسیلہ سے اتحاد انسانیت کا خیال مجھ پر ہمیشہ مسلط رہے گا"۔

ٹالسٹائے کی زندگی میں ۱۸۷۴ء میں روحانی انقلاب شروع ہوا اور اُس نے عیسائی عقائد سے بیزاری کا اعلان کرتے ہوئے مذہب کی حقیقت کی تلاش شروع کردی۔ اُس نے مذہبی رہنماؤں اور عقیدت مندوں کی طرف بھی رجوع کیا اور پھر اس نتیجہ پر پہنچا کہ "ہر ایک آدمی خدا کی مرضی سے دنیا میں آتا ہے۔ خدا نے آدمی کو اس لئے دنیا میں پیدا کیا ہے کہ وہ (آدمی) اپنی روح کو فنا کردے یا بچالے۔ آدمی کا مقصد حیات اپنی روح کو فنا ہونے سے بچائے رکھنا ہے۔ روح کی حفاظت کے لئے زاہدانہ زندگی بسر کرنی چاہئے یعنی انسان سرمستیوں اور مسرتوں کی طرف سے آنکھیں بند کرلے، محنت کرے، رنج اٹھائے اور رحمدل و مہربان ہوجائے"۔

کچھ سال وہ انسانی محبت اور عدم تشدد کا پرچار کرتا رہا اور اپنی ساری دولت غریبوں میں تقسیم کردی اور خود انتہائی سادگی اختیار کرلی، دن رات عبادت میں مشغول رہا لیکن عیسائیت میں اسے تشفی حاصل نہ ہوسکی چنانچہ وہ باغی ہوگیا۔ اُس نے "ایک اعتراف" کے عنوان سے لکھا کہ مَیں اُن لوگوں کے اعمال کی جو عیسائیت کا دعویٰ کرتے ہیں کڑی نگرانی کرتا رہا ہوں، مَیں جاننا چاہتا ہوں کہ جھوٹ کیا کچھ ہے اور سچ کیا کچھ ہے اور مَیں سچ اور جھوٹ کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرنا چاہتا ہوں۔ مارچ ۱۹۰۱ء میں اُسے مذہب سے خارج کردیا گیا اور اُس کی چار سالہ قلمی کاوش "ایک اعتراف" کو ضبط کرلیا گیا جو دراصل عیسائی عقائد پر ایک کاری ضرب تھی۔ پادریوں نے ٹالسٹائے کی جلاوطنی اور گرفتاری کے لئے شور برپا کردیا لیکن زار الیگزینڈر سوم نے (جو ٹالسٹائے کا پرستار تھا) پادریوں کو انکار کرتے ہوئے کہا کہ "مَیں اُسے شہید اور اپنے آپ کو عالمگیر مذمت کا نشانہ نہیں بنانا چاہتا"۔ اس کے بعد ٹالسٹائے کھلم کھلا پادریوں کے خلاف ڈٹ گیا اور اپنے ایک ناول میں کیتھولک عیسائی لاٹ پادری کے کردار کا خوب مذاق اڑایا۔ اُن دنوں ٹالسٹائے بیمار اور قریب المرگ تھا چنانچہ لاٹ پادری نے تمام گرجوں کے نام ہدایت جاری کی کہ کوئی بھی ٹالسٹائے کی روح کی تسکین کے لئے دعا نہ کرے۔ لیکن اس کے باوجود بھی ٹالسٹائے کی شفایابی سے پادری بہت مایوس ہوئے۔ تاہم اُس کے خلاف ایک محاذ بناکر اخبارات کو اُس کے حق میں لکھنے سے منع کردیا گیا، اُسے ماسکو ٹمپرنس سوسائٹی کی رکنیت سے بھی نکال دیا گیا اور اُس کی کتب کو لائبریری سے نکال دیا گیا۔

۲۸/اپریل ۱۹۰۳ء کو حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے ٹالسٹائے کو ایک خط میں اُس کے بعض مذہبی خیالات (دعا وغیرہ) کی تصدیق کرتے ہوئے لکھا کہ مَیں آپ کے ساتھ بالکل متفق ہوں کہ عیسیٰ مسیح ایک روحانی معلم تھے اور اس کو خدا سمجھنا سب سے بڑا کفر ہے۔ پھر آپؓ نے احمدیہ عقائد اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات مسیح کے بارہ میں کی گئی تحقیق بیان کی اور اس خط کے ساتھ حضرت اقدس کی ایک تصویر، قبر مسیح کی تصویر اور ریویو آف ریلیجنز کا ایک شمارہ بھی بھجوادیا۔ اس خط کے جواب میں ٹالسٹائے نے ۵/جون کو اپنے خط میں لکھا کہ وفات عیسیٰ کے ثبوت اور اُس کی قبر کی تحقیقات میں مشغول ہونا بے فائدہ کوشش ہے کیونکہ عقلمند انسان حیاتِ عیسیٰ کا قائل کبھی ہو ہی نہیں سکتا...... ہمیں معقول مذہبی تعلیم کی ضرورت ہے اور اگر مرزا احمد صاحب کوئی نیا معقول مسئلہ پیش کریں گے تو مَیں بڑی خوشی سے اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ میگزین میں مجھے دو مضامین بہت پسند آئے یعنی "گناہ سے کس طرح آزادی ہوسکتی ہے" اور "آئندہ زندگی"۔ نہایت شاندار اور صداقت سے بھرے ہوئے خیالات ان مضامین میں ظاہر کئے گئے ہیں۔

بعد ازاں حضرت مفتی صاحبؓ اور ٹالسٹائے کی خط وکتابت جاری رہی۔ ٹالسٹائے نے حضرت اقدس علیہ السلام کی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا: "The ideas are very profound and true"۔

ٹالسٹائے اگرچہ اپنی پہلی بیماری سے شفایاب ہوگیا لیکن سنبھل نہ سکا اور بیمار رہنے لگا۔ ۱۹۰۷ء میں اُس پر غشی کے دورے پڑنے شروع ہوگئے۔ یادداشت بہت کمزور ہوگئی اور وہ بہت جذباتی ہوگیا۔ انہی دنوں اُس کی بیٹیوں اور بیوی کے درمیان اُس کی کتابوں اور ڈائریوں کے حقوق کے لئے جھگڑا ہونے لگا۔ اگرچہ اُس نے اپنی کتابوں کے حقوق عوام کے نام کردئے مگر قانونی طور پر ایسا ممکن نہ ہوسکا۔ اس دوران اُس نے پانچ وصیتیں کیں اور پھر خفیہ طور پر گھر سے بھاگ جانے کا ارادہ کیا۔

ٹالسٹائے بلغاریہ جانا چاہتا تھا لیکن سردی، کھانسی اور بیماری کے حملے کی وجہ سے اُسے پچاس میل دور ایک اسٹیشن "استاپافو" پر اترنا پڑا جہاں وہ اسٹیشن ماسٹر کے کمرہ میں چند دن مقیم رہا۔ حکام اُس کی بیماری میں گھبرائے ہوئے تھے کہ اگر وہ مسیحی طریقہ پر دعا پڑھے بغیر مر گیا تو پھر اسے عیسائی طریقہ تدفین کے مطابق دفن نہ کیا جاسکے گا۔ پادریوں نے اُس سے ملنے کی کوشش کی لیکن اُس کے نگرانوں نے یہ کوشش کامیاب نہ ہونے دی۔ پھر مسلح پولیس کی خدمات حاصل کی گئیں۔ ٹالسٹائے کے "استاپافو" آنے کے بعد اُسکے بے شمار دوست، جرنلسٹ، پولیس، حکام، پیروکار، اخباری فوٹوگرافر اور ریازان کا گورنر سب وہیں آگئے۔

ٹالسٹائے سات روز موت وحیات کی کشمکش میں رہنے کے بعد ۱۹۱۰ء میں جہان فانی سے کوچ کرگیا۔ اُسے اس کی وصیت کے مطابق ندی کے پاس سرسبز درختوں کے سایہ تلے دفن کردیا گیا۔ ہنگاموں اور فسادات کے ڈر سے حکام نے دو دن تک ملک میں ریل گاڑیوں کی آمد ورفت بند کردی لیکن اس کے باوجود اُس کے جنازے کا جلوس ایک میل سے زیادہ لمبا تھا۔

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission
04/09/2000 – 10/09/2000

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Monday 4th September 2000

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Class No.86, Final Part With Hadhrat Khalifatul Masih IV ®
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.419®
02.15 Documentary: Book Exhibition
02.55 Urdu Class: Lesson No.419® Rec: 06.10.98
04.20 Learning Chinese: Lesson No.181 ®
04.55 Huzoor's Mulaqat: With Young Lajna & Nasirat Rec.02.04.00
06.05 Tilawat, News
06.35 Children's Corner: Kudak No.3
07.10 Dars ul Quran No. 20 Rec: 13.02.96
08.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.425
09.45 Urdu Class: Lesson No.419 Rec.06.10.98 ®
10.55 Indonesian Service: Friday Sermon With Indonesian Translation
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Norwegian: Lesson No.77
13.10 Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat: Rec: 03.04.00
14.10 Bengali Service: Various Items
15.10 Homeopathy Class: Lesson No.151
16.20 Children's Corner: Lesson No.86, Part 1 With Hadhrat Khalifatul Masih IV
16.55 German Service: Various Programmes
18.05 Tilawat,
18.10 Urdu Class: Lesson No. 420 Rec: 17.10.98
19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.426
20.30 Turkish Programme: Various Items
21.00 Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat: Rec.03.04.00 ®
22.00 Islamic Teachings: Prog.No.2/ Part one
22.25 Homeopathy Class: Lesson No.151®
23.30 Learning Norwegian: Lesson No.77 ®

Tuesday 5th September 2000

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Lesson No.86, Part 1®
01.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.426
02.15 MTA Sports: Basketball Final Produced by MTA Pakistan
03.00 Urdu Class: Lesson No.420 Rec: 17.10.98 ®
04.20 Learning Norwegian: Lesson No.77 ®
04.55 Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat: Rec.03.04.00®
06.05 Tilawat, News
06.30 Children's Class: Lesson No.86, Part 1 ®
07.00 Pushto Programme: F/S Rec.31.12.99 With Pushto Translation
08.25 Islamic Teachings: Prog.No.2/Part 1 ®
08.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.426®
09.50 Urdu Class: Lesson No.420 Rec: 17.10.98 ®
11.00 Indonesian Service: Various Programmes
12.05 Tilawat, News
12.40 Le Francais C'est Facile: Lesson No.6
13.05 Bengali Mulaqat Rec: 04.04.00
14.05 Bengali Service: Various Items
15.05 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.122
16.10 Le Francais C'est Facile: Lesson No.6 ®
16.30 Children's Corner: Correct Pronunciation of the Holy Quran, Lesson No.8
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat,
18.10 Urdu Class: Lesson No.422 Rec: 23.10.98
19.25 Liqa Ma'al Arab: Session No 427 Rec: 22.07.98
20.25 MTA Norway: A2000 og nessiahs
21.00 Bengali Mulaqat Rec: 04.04.00 ®
22.00 Hamari Kaenat: Part 58 Produced by MTA Pakistan
22.30 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.122 ®
23.30 Le Francais C'est Facile: Lesson No.6

Wednesday 6th September 2000

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Quran Pronunciation ®
01.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.427 ®
02.05 Bengali Mulaqat: Rec.04.04.00 ®
03.05 Urdu Class: Lesson No.422 Rec: 23.10.98
04.30 Le Francais C'est Facile: Lesson No.6 ®
04.55 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.122 ®
06.05 Tilawat, News
06.35 Children's Corner: Quran Pronunciation ®
07.00 Swahili Programme: Seerat-un-Nabi (saw) Host: Abdul Wahab Sahib
08.05 Hamari Kaenat: No.58 ®
08.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.427 ®
09.45 Urdu Class: Lesson No.422 Rec: 23.10.98 ®
10.55 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.35 Urdu Asbaaq Lesson No.12
13.05 Atfal Mulaqat: Rec.05.04.00
14.05 Bengali Service: Various Items
15.10 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.123
16.15 Urdu Asbaq: Lesson No.12
17.00 German Service: Various Items
18.05 Tilawat
18.10 Urdu Class: Lesson No.422
19.30 Liqaa Ma'al Arab: Session No.428
20.30 French Programme: Le Siecle du Messie Promis No.4: Production MTA France.
21.10 *Atfal Mulaqat: Rec.05.04.00* ®
22.20 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.123 ®
23.25 Urdu Asbaq: Lesson No.12 ®

Thursday 7th September 2000

00.05 Tilawat, News
00.30 Children's Corner: Guldasta ®
01.00 Liqaa Ma'al Arab: Session No.428 ®
02.05 *Atfal Mulaqat: 05.04.00* ®
03.10 Urdu Class: Lesson No.422 ®
04.20 Urdu Asbaq: Lesson No.12 ®
04.50 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.121 ®
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner: Guldasta ®
07.05 Sindhi Programme: F/S Rec.19.03.99
08.10 Lajna Magazine: Perahan
08.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.428
09.45 Urdu Class: Lesson No.422 ®
11.00 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Arabic: Lesson No.57 ®
13.00 Liqaa Ma'al Arab Rec: 06.04.00
14.00 Bengali Service: F/Sermon Rec: 06.05.94 With Bangali Translation
15.05 Homeopathy Class: Lesson No.152 With Hadhrat Khalifatul Masih IV
16.10 Children's Corner: Correct Pronunciation of the Holy Quran, Lesson No.9 Produced by MTA Pakistan
16.30 Children's Corner: Program Waqf-e-Nau
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat, Dars-e- Malfoozat
18.30 Urdu Class: Lesson No.423 Rec: 24.10.98
19.40 Liqaa Ma'al Arab Rec: 06.04.00 ®
20.40 MTA Lifestyle: Al Maidah Rus Malai Presentation of MTA Pakistan
20.55 Tabarukaat: Speech by Maulana Abul-Ata Jalandhari Sahib. J/S 1968
21.55 Quiz History of Ahmadiyyat No.53 Host: Fahim Ahmad Khadim Sahib
22.35 Homeopathy Class: Lesson No.152 ®
23.40 Learning Arabic: Lesson No.57 ®

Friday 8th September 2000

00.05 Tilawat, Dars-ul-Hadith, News
00.50 Children's Corner: Quran Pronunciation ®
01.10 Liqaa Ma'al Arab: Rec.06.04.00 ®
02.15 Tabarukaat: Speech Jalsa Salana 1968 ®
03.15 Urdu Class: Lesson No.423 ®
04.25 MTA Lifestyle: Al Maidah ®
04.35 Learning Arabic: Lesson No.57 ®
04.50 Homeopathy Class: Lesson No.152 ®
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.50 Children's Corner: Quran Pronunciation ®
07.10 Quiz; History of Ahmadiyyat No.53 ®
07.50 Saraiky Programme: F/S Rec.19.11.99 With Siraiky Translation
08.45 Liqa Ma'al Arab: Rec.06.04.00 ®
09.50 Urdu Class: Lesson No.423 ®
10.55 Indonesian Service: Tilawat, Malfoozat
11.30 Bengali Service: Various items
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.55 Nazm, Darood Shareef
13.00 Friday Sermon: Live
14.0 Documentary: Miyandaam
14.20 Q/A Session: *Rec.07.04.00* With Hadhrat Khalifatul Masih IV
15.25 Friday Sermon: Rec.08.09.00 ®
16.25 Children's Corner: Class No.27, Part 2 Produced by MTA Canada
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.35 Urdu Class: Lesson No.424 Rec: 28.10.98
19.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.429
19.51 MTA Belgium: Children's Class With Hazoor – Rec.03.05.98 Host: Naseer Ahmed Shahid Sahib
21.35 Documentary: Miyandaam
21.55 Friday Sermon: Rec.08.09.00 ®
23.00 *Q/A Session: Rec.07.04.00,* ®

Saturday 9th September 2000

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Class No.27, Part 2 ® Produced by MTA Canada Hosted by Naseem Mehdi Sahib
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.429 ®
02.10 Friday Sermon: Rec.08.09.00 ®
03.15 Urdu Class: Lesson No.424 Rec.28.10.98®
04.25 Computers for Everyone: Part 64
05.00 *Q/A Session: Rec.07.04.00,* ®
06.05 Tilawat, News
06.45 Children's Corner: Class No.27, Part 2 ® Produced by MTA Canada
07.30 MTA Mauritius: Ijtema Ansarullah 1999
08.00 Documetary: Muyadaam
08.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.429 ®
09.30 Urdu Class: Lesson No.424 ®
10.50 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Danish: Lesson No.43
13.00 *German Mulaqat: Rec.15.04.00 With Hadhrat Khalifatul Masih IV*
14.00 Bengali Service: Various Items
15.05 Quiz: Khutabat-e-Imam F/S Rec. 01.10.00 Produced by MTA Pakistan
15.30 MTA Variety: Entertainment Programme Produced by MTA Pakistan
15.55 Children's Class: With Huzoor Recorded in London: Rec.09.09.00
17.00 German Service: Various Items
18.05 Tilawat,
18.15 Urdu Class: Lesson No.425
19.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.430
21.10 Arabic Programme: Various Items
21.40 Children's Class: Rec.09.09.00 With Hadhrat Khalifatul Masih IV
22.40 Entertainment Programme Presentation MTA Lahore ®
22.55 German Mulaqat: Rec.15.04.00

Sunday 10th September 2000

00.05 Tilawat, News
00.45 Quiz Khutabat-e-Iman Final Part
01.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.430 ®
02.00 Canadian Horizons:
03.0 Urdu Class: Lesson No.425 ®
04.40 Learning Danish: Lesson No.43 ®
05.00 Children's Class: With Hazoor ®
06.05 Tilawat, News, Preview
06.50 Quiz Khutbat-e-Imam
07.05 German Mulaqat: *15.04.00*®
08.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.430 ®
09.35 Urdu Class: Lesson No.425 ®
10.55 Indonesian Service: Various Programmes
12.05 Tilawat, News
12.45 Learning Chinese: Lesson No.182 With Usman Chou Sahib
13.10 Mulaqat: Young Lajna & Nasirat Rec.09.04.00
14.10 Bengali Service: Various Programmes
15.10 Friday Sermon: Rec.08.09.00
16.30 Children's Class: No.86 Final Part
17.050 German Service: Various Items
18.05 Tilawat,
18.10 Urdu Class: Lesson No.426
20.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.431
20.50 Albanian Programme: Part 2
21.20 Dars ul Quran: Lesson No.21 Rec: 14.02.96
22.55 Mulaqat: Young Lajna & Nasirat ®

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8870 8517

Fax: (020) 8875 0249

Vol. 7 Friday, September 1, 2000 Issue No. 35

گنی بساؤ میں

جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ :رشید احمد طیب ۔ مبلغ سلسلہ)

یوں تو قریباً پوری اسلامی دنیا بالخصوص ربیع الاول کے مہینہ میں رسول کریمؐ کی ولادت مبارکہ کے حوالہ سے مختلف چھوٹے بڑے پروگرام منعقد کرتی چلی آئی ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ آج مسلمانوں کی اکثریت اس قسم کے پروگراموں اور محافل کی اصل روح سے بہت دور نکل چکی ہے۔ اور بجائے ان کی محافل میں روحانی اور پرکیف برکات کے نظاروں کے یہ لوگ الناشرک، بدعات اور طرح طرح کے لہو ولعب کا شکار ہو چکے ہیں جو ایک طرف خود ان کو مزید اسلامی نور سے دور لے جانے کا سبب بن رہا ہے تو دوسری طرف غیروں کے سامنے ، نبی کریم ﷺ کی حسین و عالی مرتبت اور عظیم الشان سیرت پیش ہونے کی بجائے نہایت مکروہ اور بعید از حقیقت تصویر منظر عام پر آنے کا سبب بن رہا ہے جس کی وجہ سے دشمنان اسلام کو نت نئے اعتراضات اسلام اور بانیٔ اسلام کی شان میں کرنے کا موقعہ مل رہا ہے۔ اور پھر مسلمانوں کی طرف سے ان اعتراضات کا جواب دینے اور غیروں کا منہ بند کرنے والا بھی کوئی نہیں ہے۔

ایسے میں خدا تعالیٰ کی عظیم قدرت نے اپنے پیارے دین اور پیارے نبی ﷺ کی صحیح اور کامل تصویر دنیا کو دکھانے اور دشمنوں کا منہ بند کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کو کھڑا کیا ہے جو بفضلہٖ تعالیٰ اس عظیم مقصد کے حصول کے لئے کوشاں ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

اس عظیم مقصد کے حصول کے لئے دیگر بے شمار عظیم المرتبت ذرائع کے ساتھ ساتھ جماعت احمدیہ دنیا کے ہر ملک اور ہر حصہ میں جو جلسہ ہائے سیرت النبیؐ منعقد کرتی ہے۔ ان کے بیشمار برکات و فوائد میں سے دو فائدے بہت نمایاں ہیں ۔ ایک یہ کہ دنیا کے سامنے اسلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اصل تصویر پیش کرنا اور دوسرے خود جماعت احمدیہ کا اسلام اور بانیٔ اسلام آنحضرت ﷺ سے حقیقی پیار، عقیدت اور محبت کا تعلق واضح کرنا۔ دیگر ممالک کی طرح ''گنی بساؤ'' میں بھی جماعت کے مخالفین اس اعتراض کو بہت زیادہ اچھالتے ہیں کہ نعوذ باللہ جماعت احمدیہ کا اسلام اور آنحضرت ﷺ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور ان کے اعتقادات اسلامی تعلیمات کے منافی ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے یہاں جماعت کی طرف سے مختلف ذرائع اور مختلف جہات سے ان اعتراضات کا مؤثر جواب دیا جا رہا ہے اور مختلف تربیتی جلسوں اور جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ کے انعقاد سے تو بہت زیادہ فوائد و برکات اس ضمن میں حاصل ہو رہی ہیں۔

رواں اسلامی سال میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ گنی بساؤ کو ربیع الاول کے مہینہ میں ملک کی مختلف بڑی جماعتوں میں جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ منعقد کرنے کی توفیق ملی جن کی مختصر رپورٹ بغرض دعا ہدیۂ قارئین ہے۔

(۱) کساکا (Casaka)

مورخہ ۱۵؍جون بمطابق ۱۲؍ربیع الاول کسین ریجن کے ایک گاؤں کساکا (Casaka) میں بعد از نماز ظہر جلسہ سیرت النبیؐ منعقد ہوا۔ جس میں خدا تعالیٰ کے فضل سے آس پاس کے ۱۵ گاؤں سے ۲۵۰۔ افراد حاضر ہوئے۔

تلاوت قرآن کریم کے بعد قصیدہ کے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھے گئے ۔ اس کے بعد مکرم حمید اللہ ظفر صاحب، امیر جماعت گنی بساؤ نے سیرت النبیؐ کے مختف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ۔ بعدہ دو مقامی اماموں نے بھی اسی موضوع پر تقاریر کیں ۔ اس کے بعد مجلس سوال وجواب ہوئی جس میں اسلام، آنحضرت ﷺ اور جماعت احمدیہ کے بارہ میں مکرم امیر صاحب نے حاضرین کے سوالات کے جواب دئے۔

(۲) بندوکو (Benduku)

مورخہ ۱۶؍جون ۲۰۰۰ء بمطابق ۱۳؍ربیع الاول کسین ریجن ہی کے ایک اور گاؤں بندوکو (Benduku) میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد جلسہ سیرت النبی ﷺ منعقد کیا گیا۔ یہاں بھی پروگرام اسی طرح رہا اور تلاوت و قصیدہ کے بعد مکرم امیر صاحب اور پھر ایک امام اور معلم نے تقریریں کیں اور سیرت النبی ﷺ کے مختلف پہلوؤں کو بیان کیا۔ بعدہ مجلس سوال وجواب منعقد کی گئی جس میں مکرم امیر صاحب نے احسن رنگ میں جوابات دئے اور دعا پر یہ پروگرام ختم ہوا۔ یہاں آس پاس کے دس دیہات کے احباب شامل ہوئے اور حاضری ۲۳۰ رہی۔ الحمد للہ علی ذٰلک

(۳) بافاٹا (Bafata) ریجن

فاٹا ریجن کے سیکٹر کنٹوبوایل (Cuntubuel) کے گاؤں سارے بیرو (Sare Biro) میں رات نماز عشاء کے بعد جنریٹر کی مدد سے جلسہ گاہ کو برقی قمقموں سے منور کر کے جلسہ سیرت النبی ﷺ منعقد کیا گیا۔ یہاں ضمناً و تبرکاً یہ ذکر بھی مناسب ہوگا کہ قریباً آٹھ بجے جب مکرم امیر صاحب کی قیادت میں مرکزی وفد یہاں پہنچا تو آسمان پر بڑی کثرت سے بادل چھائے ہوئے تھے اور آس پاس کے گاؤں میں بارش گرج چمک کے ساتھ شروع ہو چکی تھی اور بڑا خطرہ تھا کہ بارش کے باعث ہمارا یہ پروگرام متاثر نہ ہو لیکن دعاؤں کے ساتھ پروگرام شروع کر دیا گیا اور نمازوں کی ادائیگی کے بعد قریباً ۹ بجے شب سے شروع ہو کر رات ایک بجے تک پروگرام جاری رہا اور خدا تعالیٰ کی عجیب شان ظاہر ہوئی کہ دوران پروگرام بجلی کی گرج چمک اور ٹھنڈی ہوائیں مسلسل جاری رہیں اور عین اختتامی دعا کے ساتھ ہی تیز موسلادھار بارش شروع ہو گئی جو صبح سات بجے تک جاری رہی۔ اس جلسہ میں بھی پروگرام اسی طرح رہا اور مجلس سوال وجواب قریباً دو گھنٹے جاری رہی۔

یہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے ۲۹ دیہات سے دو صد سے زائد افراد اور قریباً ۲۵۰ مقامی احباب نے شرکت کی۔ الحمد للہ علی ذالک۔

(۴) فریم (Farim)

۱۶؍جون ۲۰۰۰ء بمطابق ۱۳؍ربیع الاول جماعت احمدیہ گنی بساؤ کی اولین اور سب سے بڑی جماعت ''فریم'' (Farim) میں نماز عشاء کے بعد مکرم ناصر احمد کاہلوں صاحب مبلغ سلسلہ کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبی ﷺ منعقد ہوا۔

تلاوت و قصیدہ کے بعد مکرم ناصر احمد صاحب کاہلوں اور دو معلمین (جو کہ آس پاس کے دیہات سے جلسہ میں شرکت کے لئے آئے تھے) نے سیرت النبی ﷺ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے تقاریر کیں۔ حاضری ۲۰۰ رہی۔

(۵) کنٹوبوایل (Kuntubuel)

۱۶؍جون بمطابق ۱۳؍ربیع الاول گنی بساؤ کی ایک اور بڑی جماعت کنٹوبوایل میں مقامی معلم مکرم عبداللہ امبالو صاحب کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبی ﷺ منعقد ہوا۔ یہاں گاؤں کی اکثریت (مردوزن) جلسہ میں حاضر ہوئے۔ مکرم عبداللہ امبالو صاحب اور ایک اور معلم نے تقریریں کیں اور احباب کو سیرت النبی ﷺ اور نظام جماعت سے روشناس کروایا۔

(۶) ببورین (Buborin)

۲۳؍جون بمطابق ۲۰؍ربیع الاول کو گنی بساؤ کی ایک اور بڑی جماعت ببورین میں مکرم ناصر احمد صاحب کاہلوں کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا جس میں اس گاؤں کے اکثر احباب نے شمولیت کی ۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد دو بچیوں نے قصیدہ خوش الحانی سے پڑھا اور اس کے بعد مکرم ناصر احمد صاحب کاہلوں نے سیرت النبی ﷺ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ۔ اس کے بعد جماعت ببورین کے صدر صاحب نے اپنے تاثرات میں جماعت احمدیہ کی خدمات کو سراہا۔

(۷) بانیا (Banaya)

مورخہ ۲۴؍جون بمطابق ۲۱؍ربیع الاول کو ووئی ریجن کی ایک چھوٹی سی جماعت بانیا (Banya) میں بھی جلسہ سیرت النبی ﷺ کا انعقاد کیا گیا۔ اس جماعت میں بھی جلسہ کی صدارت مکرم ناصر احمد صاحب کاہلوں نے کی ۔ اس جلسہ میں بھی جماعتی روایات کے مطابق تلاوت قرآن کریم سے اجلاس کی کارروائی شروع کی گی اور اس کے بعد قصیدہ پیش ہوا۔ بعدہ مکرم ناصر احمد صاحب کاہلوں نے سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر تقریر کی۔ اس موقع پر حاضری ۵۰ رہی۔

(۸) بیجن (Bejain)

مورخہ ۲۵؍ جون بمطابق ۲۲؍ربیع الاول ریجن ووئی کی ہی ایک اور جماعت ''بیجن'' (Bejain) میں جلسہ سیرت النبی ﷺ منعقد کیا گیا۔ اس جلسہ کی صدارت کے فرائض بھی مکرم ناصر احمد صاحب کاہلوں کو سونپے گئے تھے ۔ حسب معمول کارروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی ۔ پھر قصیدہ پڑھا گیا۔ اس کے بعد حسب پروگرام مکرم ناصر احمد صاحب کاہلوں نے آنحضرت ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد ایک مقامی دوست نے جماعت کی خدمات کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد مجلس سوال وجواب شروع ہوئی۔ جس میں سوال زیادہ تر ان بدعات کے بارہ میں ہی تھے جو بد قسمتی سے افریقہ میں اسلام سے دور ہونے کے نتیجہ میں شروع ہو گئی تھیں۔

ان جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ کے انعقاد کے علاوہ اسی مناسبت سے مکرم حمید اللہ صاحب ظفر، امیر جماعت احمدیہ گنی بساؤ نے نیشنل ریڈیو گنی بساؤ میں بھی نصف گھنٹہ کی تقریر پیش کی جسے ملک کے طول و عرض میں سنا گیا۔ اس کے علاوہ جماعت کی طرف سے یہاں کے ہفتہ وار سرکاری اخبار ''نوپنچا'' (No Pincha) میں سیرت النبی ﷺ پر مبنی ایک پورے صفحہ کا مضمون شائع ہوا۔ الحمد للہ علی ذٰلک۔

ان جلسوں اور دیگر کاوشوں کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے عوام الناس میں جماعت احمدیہ کے متعلق بہت عمدہ اور اچھی آراء پیدا ہو رہی ہیں اور جماعت احمدیہ کے متعلق ملک میں عمومی طور پر مخالفین کی طرف سے مشہور کئے گئے غلط الزامات اور پراپیگنڈا کا بہت عمدہ اور مؤثر جواب لوگوں کو مل رہا ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔